عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد:۳۱ | ۱۶ تا ۲۲ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ۸ تا ۱۵ فروری ۲۰۱۲ء | شمارہ:۶

نواب عشرت علی خان قیصر رحمہ اللہ

حالات و خدمات

خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم

مدرسہ نبوت کا فیض

دل کی زندگی اور توانائی

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.c
http://www.khatm-e-nubuwwat.c

سودی معاملہ

ابوفضال احمد خان، کراچی

س:..... کسی عورت نے ڈیڑھ لاکھ روپے کاروبار میں لگانے کے لئے دیئے، وہ آدمی نے چار سال تک ان کو ۴۵۰۰ روپے مہینہ دیتا رہا، اس نے جو پیسے لئے تھے، اس سے اس نے بجلی کے سامان کی دکان میں سیٹنگ کی اور یہ پیسے اسی کام کے لئے ہے، جب تک اس کا کام چلتا رہا وہ ہر مہینہ ان کو پیسے دیتا رہا، پھر ایک دن اس کی دکان میں آگ لگ گئی اور اس کی پوری دکان جل کر راکھ ہوگئی، اور وہ شخص بالکل مفلس ہوگیا، اب جبکہ وہ خود بالکل برباد ہوگیا ہے تو وہ پیسہ کہاں سے دیتا؟ ان دونوں کے درمیان میری والدہ تھی جو کہ خود بیوہ ہیں جب اس آدمی نے ان کو بتایا کہ باجی میری پوری دکان جل گئی ہے اور میں اب آپ کو پیسے نہیں دے سکوں گا تو میری والدہ نے اس عورت سے بات کی کہ یہ معاملہ ہے تو انہوں نے کہا کہ میں تو آپ کو جانتی ہوں اور آپ مجھے پیسے دوگی، اب میری والدہ نے ان کو ۴۵۰۰ مہینہ دینا شروع کردیا اور انہوں نے پورے ایک سال تک ان کو برابر پیسے دیئے اور پھر انہوں نے کہا کہ مجھے اب میری پوری رقم چاہئے تو میری والدہ نے کسی کے پاس کمیٹی ڈالی اور ستر ہزار روپے ان کو دیئے اور اب وہ کہتی ہیں کہ مجھے اَسّی ہزار روپے اور دو جبکہ وہ پہلے ہی ان کو ایک لاکھ چوبیس ہزار روپے دے چکی ہیں اور وہ پھر بھی اپنے پورے پیسے مانگ رہی ہیں جبکہ ان کے پاس ٹوٹل رقم تین لاکھ چالیس ہزار روپے پہنچ چکے ہیں، لہٰذا اب آپ بتائیں کہ ہم کو ان کی جو رقم تھی وہ ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

ج:..... آپ کا سوال صحیح طور پر واضح نہیں ہے، اس سے جو میں سمجھا ہوں وہ یہ کہ سرمایہ کی مالکہ خاتون نے ڈیڑھ لاکھ روپے دکاندار کو کسی کاروبار میں لگانے کے لئے دیئے کہ ان کا سرمایہ ہوگا اور دکاندار کی محنت ہوگی اور یہ شخص ہر ماہ اس خاتون کو ایک طے شدہ رقم یعنی ۴۵۰۰ روپے دیتا رہے گا، چاہے کاروبار میں نفع ہو یا نقصان اور نفع کم ہو یا زیادہ ہر صورت ان کو مقررہ نفع ملتا رہے گا، اگر میں نے آپ کے سوال کا مطلب صحیح سمجھا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ معاملہ شروع ہی سے فاسد اور ایک سودی معاملہ تھا اس کو ختم کرنا ضروری تھا، بروقت فسخ نہ کرنے کی وجہ سے اس معاملہ کے تمام شرکاء سخت گناہگار ہیں، ان پر اپنے اس فعل سے توبہ اور آئندہ کے لئے اس قسم کے معاملات سے بچنا واجب ہے۔

صورت مسئولہ میں بجلی کی وہ دکان جہاں اس عورت کے ڈیڑھ لاکھ روپے کا سرمایہ لگا ہوا تھا، چونکہ جل گئی ہے، اس میں دکاندار کی محنت اور مذکورہ عورت کا سرمایہ ضائع ہوگیا ہے، لہٰذا اس عورت کا دکاندار سے یا درمیان میں واسطہ بننے والی خاتون سے اپنی رقم کا مطالبہ کرنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے بلکہ دکاندار سے جو رقم وہ چار سال تک ماہوار نفع کے نام پر لے چکی ہے، اس میں سے ڈیڑھ لاکھ روپے منہا کرنے کے بعد بقیہ رقم اور اسی طرح درمیان میں واسطہ بننے والی خاتون سے جو کچھ وہ لے چکی ہے چاہے وہ ایک سال تک نفع کے نام پر لینے والی رقم ہو یا یک مشت ستر ہزار روپے ہوں ان سب کا واپس لوٹانا اس خاتون پر واجب اور ضروری ہے ورنہ عنداللہ سخت گناہگار ہوگی اور قیامت کے دن یہ ان کی گردن کا بوجھ بن کر رہے گا۔ فقط واللہ اعلم۔

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

ترکہ کی تقسیم

قاری محمد طارق، کراچی

س:..... ہمارے والد نے ترکہ میں چونسٹھ ہزار روپے چھوڑے ہیں، آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ جائیداد کو شرعی لحاظ سے کس طرح تقسیم کیا جائے۔ وارثوں میں ۵ بیٹے، ۲ بیٹیاں اور بیوہ ہے۔

ج:..... اگر مرحوم کے ذمہ کسی کا واجب الادا قرض ہو تو سب سے پہلے وہ قرضہ ادا کیا جائے، اگر مرحوم نے زندگی میں بیوی کا مہر ادا نہ کیا ہو اور نہ ہی بیوی نے معاف کیا ہو تو وہ بھی قرضے میں شامل ہے اور وراثت کی تقسیم سے پہلے اس کا ادا کرنا لازم ہے، اس کے بعد اگر مرحوم نے کوئی وصیت کی ہو تو تہائی مال میں اس کو پورا کیا جائے، اس کے بعد مرحوم کا کل ترکہ ۹۶ حصوں پر تقسیم ہوگا، جس میں بیوہ ۱۲ حصے، ہر بیٹے کو ۱۴ اور ہر بیٹی کو ۷، ۷ حصے ملیں گے۔ واللہ اعلم۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوّۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۱ — ۱۹تا۲۵ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۲تا۱۸/فروری ۲۰۱۲ء — شمارہ: ۶

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی سازش!	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
خاتم النبیین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم	۷	محمد ظفر ایوب
سچے نبی کی سچی پیشگوئی	۹	مولانا محمد یوسف لدھیانوی
پیغمبر رحمت ﷺ کا اپنی قوم سے پہلا خطاب (۲)	۱۲	مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی
حضرت نواب عشرت علی خان قیصر رحمۃ اللہ علیہ	۱۳	محمد اعجاز مصطفیٰ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغنی شہیدؒ	۱۸	مفتی عبداللہ حسن زئی
مدرسہ نبوت کا فیض	۲۱	مولانا زین العابدین
دل کی زندگی اور توانائی	۲۳	مولانا محمد احمد قاسمی
امراض مرزا قادیانی (۳)	۲۵	مولانا نور محمد تاندوی

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

مؤمن کی عمر کا طویل ہونا

"حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! سب سے اچھا آدمی کون ہے؟ فرمایا: جس کی عمر طویل ہو اور اس کے اعمال اچھے ہوں۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۵۶)

"حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! سب سے اچھا آدمی کون ہے؟ فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور بھلے کام کرتا ہو۔ عرض کیا: تو سب سے بُرا آدمی کون ہے؟ فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور کام بُرے کرتا ہو۔"

(ترمذی، ج:۲، ص:۵۶)

یہ مضمون بہت سی احادیث میں آیا ہے کہ نیک آدمی کی عمر کا طویل ہونا ایک نعمت ہے کہ اس سے اس کی نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور یہی اس کی بلندی درجات کا ذریعہ ہے، اور بُرے آدمی کو زیادہ مہلت ملنا اس کے لئے آفت ہے، جس سے اس کے شر اور بُرائی میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ زیادہ سے زیادہ عذاب اور لعنت کا مستحق بنتا چلا جاتا ہے۔

حضرت عبید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کو ایک دُوسرے کا بھائی بنادیا تھا، ان میں سے ایک صاحب اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوگئے اور دُوسرے صاحب کا ہفتہ عشرہ کے بعد انتقال ہوگیا، صحابہ کرامؓ ان صاحب کے جنازے سے فارغ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ: تم نے اس کے لئے کیا دُعا کی تھی؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ: ہم نے یہ دُعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمادیں، اس پر رحم فرمائیں اور اسے اس کے شہید ساتھی کے ساتھ ملادیں۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے اپنے رفیق کے بعد جو نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، نیک عمل کئے وہ کدھر گئے؟ ان دونوں کے درمیان تو آسمان و زمین کا فرق ہے۔ (ابوداؤد ونسائی)

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنوعذرہ کے تین شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر اسلام لائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کون ہے جو ان کی کفالت کا ذمہ لے؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: اس خدمت کے لئے میں حاضر ہوں! چنانچہ یہ تینوں صاحب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہنے لگے، چند دن بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے لئے ایک دستہ بھیجا، ان تین میں سے ایک صاحب اس جہاد میں گئے اور شہید ہوگئے، پھر ایک اور لشکر بھیجا، اس میں دُوسرے صاحب شامل ہوئے اور شہید ہوگئے، ان کے بعد تیسرے صاحب کا انتقال بستر پر ہوا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے ان تینوں کو خواب میں دیکھا، دیکھتا کیا ہوں کہ تینوں جنت میں ہیں، اور جو صاحب اپنے بستر پر مرے تھے وہ ان کے آگے ہیں، ان کے پیچھے وہ صاحب ہیں جو بعد میں شہید ہوئے تھے، اور ان کے پیچھے وہ صاحب ہیں جو پہلے شہید ہوئے تھے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھے ان کی اس ترتیب سے حیرت ہوئی، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا تذکرہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اس میں حیرت و تعجب کی کیا بات ہے؟ اللہ کے نزدیک اس مؤمن

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

سے کوئی شخص افضل نہیں جس کو اسلام کی حالت میں ایک بار "سبحان اللہ" یا "لا الٰہ الا اللہ" یا "اللہ اکبر" کہنے کی مہلت مل جائے۔ (مسند احمد)

حضرت محمد بن ابی عمیرہ صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی بندہ پیدائش سے موت تک اللہ تعالیٰ کی طاعت میں سجدے میں پڑا رہے تو قیامت کے دن اپنے اس عمل کو حقیر سمجھے گا، اور یہ چاہے گا کہ اسے دُنیا میں پھر بھیج دیا جائے تاکہ وہ اپنے اجر و ثواب میں مزید اضافہ کرسکے۔

ان احادیث میں اُمت کو آگاہ فرمایا گیا ہے کہ مؤمن کی عمر کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے، مبارک ہے وہ شخص جس کو اس کی صحیح قدر و قیمت معلوم ہوگئی اور اس اَنمول گوہر کو خدا تعالیٰ کی رضا اور آخرت کے درجات کے حصول میں خرچ کیا، اور بہت ہی لائقِ افسوس ہے وہ شخص جس نے اسے لہو و لعب اور کھیل تماشوں میں ضائع کردیا، اور مہلتِ حیات ختم ہونے کے بعد خالی ہاتھ دُنیا سے رُخصت ہوا۔

اس اُمت کی عمر ساٹھ سے ستر برس تک

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میری اُمت کی (اوسط) عمریں ساٹھ سے ستر برس تک ہیں۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۵۶)

مطلب یہ کہ عام طور سے اس اُمت کے افراد کی طبعی عمر ساٹھ، ستر کے درمیان ہوگی، اور یہ مہلت بڑی مختصر ہے، خصوصاً جبکہ آدمی چالیس کے سن سے تجاوز کرچکا ہو، اسے اپنی زندگی کے مختصر لمحات کو بہت ہی احتیاط سے استعمال کرنا چاہئے۔ ☆☆☆

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

شفائیہ عبادات کی آڑ میں

مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی سازش!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

اسلامی مملکت کے سربراہ کی جس طرح یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنی رعایا کی جان، مال، عزت اور آبرو کی حفاظت کے علاوہ مملکت کی جغرافیائی سرحدات کی حفاظت کرے۔ اسی طرح اس کی یہ بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنی رعایا کی دینی سرحدات یعنی دین، ایمان، اخلاق اور مذہب کی بھی حفاظت کرے۔

بدقسمتی سے پاکستان ایک ایسا ملک ہے کہ جہاں فتنہ پروروں کی کمی نہیں، آئے دن ایک نیا فتنہ پروبال نکال کر اہل ایمان کا منہ چڑانے کے لئے ان کے سامنے آموجود ہوتا ہے۔ قادیانیت، پرویزیت، منکرین حدیث، آغا خانیت کے علاوہ یوسف کذاب کا پروردہ زید حامد، گوہر شاہی کی ذریت انجمن سرفروشان اسلام کی صورت میں سب فتنہ باز اسی مملکت میں سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ پر ڈاکا زن ہیں۔

ادھر پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرونک میڈیا چند ایک کے علاوہ کی یہ کاوش اور کوشش ہے کہ فحاشی، عریانی، ناچ گانا اور رقص وسرود کے ذریعے مسلم نوجوان نسل کو دین وایمان سے دور کیا جائے، ان کے دینی معتقدات کو کمزور سے کمزور تر کردیا جائے اور دین کے بارہ میں ان کے ذہنوں میں شکوک وشبہات کا بیج بویا جائے، ان حالات میں اگر علماء اور مسلم عوام میں سے کوئی احتجاج کرتا ہے تو اسے دقیانوسی، عدم برداشت کا حامل اور تشدد پسند باور کرایا جاتا ہے۔ اب حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ پہلے صرف این جی اوز کے ذریعے غریب، پسماندہ اور مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کی آڑ میں ان تک رسائی حاصل کرکے انہیں خفیہ طریقے سے عیسائی بنانے کی کوشش کی جاتی تھی، اب کراچی جیسے بین الاقوامی شہر میں کھلے عام پمفلٹ، اشتہارات اور شفائیہ عبادات کے عنوان سے معنون جلسوں میں مسلمانوں کو مدعو کرکے انہیں کھلے عام عیسائی بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ مزید تفصیلات جاننے کے لئے روزنامہ امت کراچی کی درج ذیل رپورٹ ملاحظہ فرمائیں:

”وائی ایم سی اے گراؤنڈ کراچی میں منعقدہ شفائیہ عبادات کے پروگرام کا اصل مقصد عیسائیت کی تبلیغ اور دھوکا دہی کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کو مرتد کرنا ہے۔ عیسائی مشنریوں کی اس ارتدادی کارروائی کا منظم سلسلہ ایک عرصہ سے جاری ہے اور ہر برس، سال کے آخری یا ابتدائی مہینے میں شفائیہ پروگرام منعقد کیا جاتا ہے، جس میں نہ صرف کراچی بلکہ اندرون سندھ اور ملک بھر سے عیسائی مشنریز کے چنگل میں پھنسنے والے غریب، بیمار، بے روزگار اور مختلف مصائب وآلام کے شکار مسلمانوں کو شرکت کے لئے لایا جاتا ہے۔ اس پروگرام میں عیسائی مشنریز کے سرکردہ افراد گزشتہ برس عیسائیت قبول کرنے کا ارادہ کرنے والے افراد کو اجتماعی طور پر خصوصی دعا کے ساتھ عیسائیت میں داخل کرتے ہیں اور پروگرام میں شریک مسلمانوں کو مختلف حیلے بہانوں سے عیسائیت کی جانب راغب کیا جاتا ہے۔ شفائیہ پروگرام کے دوران مشنری کارکن پروگرام میں پہلی مرتبہ شریک ہونے والے پریشان حال، بیمار اور معذور افراد میں ایک فارم تقسیم کرتے ہیں، جسے پُر کرنے کے بعد پروگرام کے دوران ہی کسی ذمہ دار کے پاس جمع کرانا ہوتا ہے۔ فارم دیتے وقت ہر شخص کو اسے بھرنے کے لئے خصوصی ہدایات دی جاتی ہیں۔ ”امت“ کو معلوم ہوا کہ اس فارم میں مریض کو اپنے مکمل کوائف کے اندراج کے ساتھ ساتھ خود درپیش بیماری یا جسمانی معذوری کے

بارے میں بھی معلومات درج کرنا ہوتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مکمل ایڈریس اور موبائل فون نمبر درج کرنے کی بھی ہدایت دی جاتی ہے۔ بعد ازاں یہ پُر شدہ فارم علاقے کی مناسبت سے عیسائی مشنری کے ذمہ دار کے حوالے کردیا جاتا ہے جو اس شخص سے پروگرام کے بعد رابطے میں رہتا ہے۔ اسی فارم کے ذریعے عیسائی مشنری کے علاقائی ارکان پریشان حال افراد سے وقفے وقفے سے ملاقات کرکے انہیں انجیل (بائبل) کی تعلیمات سے آگاہ کرتے ہیں۔ اس موقع پر ایسے الفاظ کا انتخاب کیا جاتا ہے جو اسلام سے براہ راست متصادم نہ ہوں۔ متواتر رابطوں کے بعد جب کوئی مشنری کی جانب راغب ہوتا دکھائی دیتا ہے تو اسے اگلے اجتماع میں شرکت کے لئے آمادہ کیا جاتا ہے۔ عیسائی مشنری کے کارکن سادہ لوح افراد کے سامنے مختلف ''معجزات'' کا حوالہ دیتے ہیں اور انہیں ان کے مشاہدے کے لئے شفائیہ پروگرام میں شرکت پر مجبور کرتے ہیں، جب کوئی شخص مذکورہ پروگرام میں پہنچتا ہے تو اسے اپنی درخواست بھی شامل کرنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ ذرائع کے مطابق اس پروگرام سے قبل سادہ لوح افراد سے عیسائی مشنریز اس قدر شفقت سے پیش آتی ہیں کہ وہ بڑی حد تک ان کے سلوک سے متاثر ہوجاتے ہیں۔ اس بات کی تصدیق پروگرام میں شریک کورنگی کرسچن پاڑے کے رہائشی ایک شخص نے بھی کی۔ اس کا کہنا تھا: ''میں گزشتہ چار سال سے بے روزگار تھا، میرے چھ بچے ہیں اور میں راج مستری کا کام کرتا تھا، تاہم دمہ کی بیماری کے باعث محنت مشقت کرنے کے قابل نہیں رہا تھا، میں کرائے کے مکان میں رہتا تھا اور مجھ پر آٹھ مہینے کا کرایہ چڑھ گیا جبکہ مالک مکان بضد تھا کہ اگر چند روز کے اندر میں نے مکان کا کرایہ ادا نہیں کیا تو وہ میرا سامان اٹھا کر باہر پھینک دے گا۔ اس دوران میرا مسیحی دوست آگیا، میں نے اس کے سامنے اپنا دکھڑا بیان کیا تو اس نے ایک تنظیم کے فرد سے میرا رابطہ کرادیا اور اس تنظیم نے بڑی حد تک میری مشکلات حل کردیں۔ اب میں اسی کے کہنے پر اس شفائیہ تقریب میں آیا ہوں، میری بیوی بچے بھی ساتھ ہیں، میں نے بیماری کی تکلیف سے مکمل نجات اور روزگار کے لئے درخواست جمع کرادی ہے۔'' کراچی میں ہر سال شفائیہ پروگرام مختلف ناموں سے منعقد کیا جاتا ہے، کبھی اس کا نام کراچی فرینڈشپ فیسٹیول اور کبھی دو روزہ "Evangellstic & Healing crusad" رکھا جاتا ہے۔ رواں برس تین روزہ پروگرام "Healing Convention 2012 Karachi" کے نام سے منعقد کیا جارہا ہے۔ اس حوالے سے شہر میں لگائے گئے بینرز اور پوسٹرز پر دعوت عام کا لفظ خاص طور پر تحریر کیا گیا ہے۔ ذرائع کا کہنا تھا کہ دکھ، بیماری اور مسائل کے شکار کمزور عقیدہ مسلمانوں سے جب مسلسل رابطے کے نتیجے میں تھوڑی بہت مدد اور تعاون کے بعد عیسائی تنظیمیں یہ اندازہ کرلیتی ہیں کہ وہ بہت حد تک عیسائیت کی جانب راغب ہوگئے ہیں تو وہ اپنے ذمہ داروں کو رپورٹ کردیتی ہیں کہ ہماری کوششوں سے اتنے مسلمان ہمارے ساتھ وابستہ ہوگئے ہیں۔ پھر یہی اعلان وہ اپنے پروگرام میں کرتے ہیں کہ ہماری دعائیہ محافل کے نتیجے میں لوگ شفایاب ہوتے ہیں۔ درحقیقت عیسائیت کی جانب راغب ہونے والوں کو شفایاب قرار دیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے معلوم ہوا کہ سالانہ عیسائی تبلیغی پروگرام کے کامیاب انعقاد کے لئے شہر بھر خصوصاً پسماندہ اور مضافاتی بستیوں میں عیسائی فلاحی تنظیمیں سرگرم رہتی ہیں۔ جہاں غریب اور سادہ لوح مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی ضرورتیں پوری کرکے انہیں اپنا گرویدہ بنایا جاتا ہے۔ ان عیسائی فلاحی تنظیموں کو اپنے پروجیکٹس کے لئے بیرونی ملک سے سالانہ فنڈز ملتے ہیں۔ (روزنامہ امت کراچی، ۲۲/ جنوری ۲۰۱۲ء)

مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ وہ ان لوگوں کے عزائم کو سمجھیں اور اپنی چند روزہ دنیوی زندگی کو اچھا بنانے کی سعی میں کہیں دین وایمان سے تہی دامن ہوکر جہنم کا ایندھن نہ بنیں۔ اسی طرح ان علاقوں کے صاحب ثروت مسلمانوں اور علماء کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنے حلقہ اثر میں ایسے غریب، مجبور اور مصیبت میں مبتلا لوگوں کی مدد کرنے کے ساتھ ساتھ، ان اسلام دشمن لوگوں کے عزائم اور ان کی چالوں سے بھی انہیں ہوشیار کریں۔

ہم عیسائیوں سے بھی یہ کہنا چاہیں گے کہ آپ پاکستان کے شہری ہیں اور بحیثیت پاکستانی آپ کے جو حقوق ہیں وہ آپ کو مل رہے ہیں اور ہم بھی ان کی حمایت کرتے ہیں، لیکن اگر آپ اس طرح ارتدادی اسکیم کے لئے مہم جوئی کریں گے تو پاکستان کی مسلم عوام اسے کبھی برداشت نہیں کرے گی اور اس کے جو نتائج سامنے آئیں گے، اس کے ذمہ دار آپ خود ہوں گے۔ وما علینا الا البلاغ۔

خاتم النبیین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد ظفر ایوب

یوں تو صدیوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر نہ جانے کتنے ذہن اپنی حیثیت کے مطابق گل ہائے عقیدت نچھاور کرتے رہے ہیں اور تاقیامت کرتے رہیں گے۔ یہ وہ ذکر ہے کہ اس کو جتنا زیادہ بیان کیا جائے اتنی ہی چاہت بڑھتی جاتی ہے اور نت نئے باب روشن ہوتے جاتے ہیں، ہر مرتبہ کوئی نہ کوئی نیا پہلو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا سامنے آتا ہے اور حیرت میں ڈال دیتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر اس دنیا میں آئے ان کی تبلیغ کا دارومدار معجزات پر تھا، مگر یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات کا معجزہ ہے کہ جن کی دعوت دین عقل وحکمت کی دعوت تھی اور جذبات کے ان پہلوؤں کی دعوت تھی جو عقل وفہم سے ہم آہنگ ہوتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو تعارف کرایا وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت فرماتے ہیں، لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کرتے ہیں، لوگوں کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ کہیں پر بھی اللہ کا یہ ارشاد نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس معجزات لے کر آئے ہیں بلکہ یہی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معلم ہیں۔ خوشخبری دینے والے ہیں وغیرہ اور اس کے ساتھ ساتھ سب سے اہم وصف جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کیا گیا وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالمین کے لئے رحمت ہیں۔ یہ ایک ایسی عظمت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خالق ومالک کی طرف سے عطا ہوئی ہے جو رحمٰن ورحیم کے بعد سب سے اعلیٰ واہم منصب ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ بعثت سے پہلے بھی ”امین وصدیق“ کہا کرتے تھے اور جو کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہتے اس پر سب متفق ہو جاتے۔ حجر اسود کا اپنی اصلی جگہ پر دیوار کعبہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں لگنا اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

بہرحال یہ تو تھا دنیاوی پہلو کیونکہ ایک نبی کا کام اصلاح معاشرہ ہوتا ہے۔ چاہے اس کا انداز وطریقہ کچھ ہی ہو وہ اللہ کے حکم کے تحت ہر عمل سر انجام دیتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ حکم ملا کہ اب وہ کھل کر تبلیغ کریں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات دنیا کے لوگوں تک پہنچائیں اور دین اسلام کی طرف لوگوں کو دعوت دیں تو کفار مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو گئے اور ہر ممکن طریقہ سے آپ کی تحریک اور آپ کی ذات کو ختم کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ عرب میں قبیلہ پروری کا عام رواج تھا اور کفار مکہ ہاشمی قبیلہ سے براہ راست تعلقات خراب کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے سب سے پہلے ہاشمی قبیلے کے سردار ابوطالب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکایات کیں لیکن جب ابوطالب نے اپنے بھتیجے کا ساتھ چھوڑنے سے صاف انکار کر دیا اور یہاں تک اعلان کر دیا کہ جب تک وہ زندہ ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بال بیکا نہیں کر سکتا۔ اب سارے کفار مکہ خاندان بنو ہاشم کے مخالف ہو گئے اور ایک مرتبہ سارے سردار متحد ہو کر ابو طالب کے پاس آئے اور آخری الٹی میٹم دے دیا کہ: ”اب ابو طالب تمہارا برادرزادہ ہمارے بتوں کو اعلانیہ بُرا بھلا کہتا ہے، ہمارے آباؤ اجداد کی تنقیص کرتا ہے، اب ہمارا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے اب دو صورتیں ہیں جن میں سے ایک تم قبول کر لو یا تو محمد کو ہمارے حوالے کر دو ہم اسے خود سمجھالیں گے یا جبراً اسے ان نئے دین کی اشاعت سے روک دو۔“ ابو طالب نے پوری قوم کا مدعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کر دیا، مگر سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند لا کر رکھ دیں تو جب بھی میں اپنے فرض منصبی سے کوتاہی نہیں کروں گا۔ اگر اس راہ میں میری متاع جان بھی جاتی ہے تو احکام خداوندی میں کوئی ردوبدل نہیں کروں گا۔“

ابوطالب نے فوراً ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ”جان عم! تم جو چاہو کرو، میں تمہاری حمایت سے دست کش نہ ہوں گا۔“

ابوطالب نے تمام کفار مکہ کے قبیلوں کو جمع کیا اور صورت حال سے آگاہ کیا، جس پر تمام قبیلوں نے بنو ہاشم کا بائیکاٹ کر دیا۔ بائیکاٹ کے بعد ابو طالب

اپنے پورے قبیلہ کو لے کر ایک چھوٹی سی گھاٹی شعب ابو طالب میں محصور ہو گئے۔ یہ محصوری تین سال تک جاری رہی، طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائیں، سامان خورد و نوش ختم ہو گیا، بچے بھوک سے بلکتے رہے، لیکن کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کسی کے ارادوں میں لچک آئی ہو اور ایک لمحہ کے لئے بھی کفر سے مصالحت کرنے کے بارے میں سوچا ہو۔

بہر حال حصار کی مدت ختم ہو گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر تبلیغ شروع کر دی اور مخالفین نے مخالفت کی، اسی دوران ابو طالب کا انتقال ہو گیا۔ سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ زندگی کا تکلیف دہ صدمہ تھا، ابھی ابو طالب کو انتقال کئے کچھ ہی دن ہوئے تھے کہ ام المومنین حضرت خدیجہؓ بھی داغ مفارقت دے گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سال کو ''عام الحزن'' فرماتے تھے۔

ان مصائب کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے بھی زیادہ سلسلہ تبلیغ میں کمربستہ ہو گئے، یہاں تک کہ آپ نے اللہ کے حکم سے مکہ کو خیر باد کہا اور مدینے کی طرف ہجرت فرمائی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تبلیغ میں کامیاب ہونے لگے اور اللہ کا دین دنیا کے کونے کونے تک پہنچنے لگا، مدینہ اب اسلام کا مرکز بن گیا اور مکہ بھی مسلمانوں نے بغیر جنگ کے فتح کر لیا۔

دنیا نے اب تسلیم کر لیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے آخری نبی ہیں اور جو کچھ تبلیغ دین و اشاعت آپ نے کی وہ اللہ ہی کے حکم سے تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک ایک لمحہ پوری انسانیت کے لئے مشعل راہ ہے۔

اللہ کے پیغمبر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم شرم و حیاء کے پیکر تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شرم و حیاء ایمان کے عناصر میں سے ایک اہم عنصر ہے۔ حیاء ہی انسان کو معصیت، گناہ، نافرمانی اور کسی بھی برے کام سے روکتی ہے۔ اگر انسان میں حیاء کا مادہ ہی باقی نہ رہے تو پھر وہ دیدہ دلیری کے ساتھ ہر طرح کے چھوٹے بڑے گناہ کرنے لگتا ہے۔

اللہ کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جہاں دیگر اوصاف حمیدہ اور اخلاق جلیلہ سے متصف تھے، وہاں آپ شرم و حیاء کی صفت میں دوسروں سے منفرد و ممتاز تھے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں: ''آپ میں پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیاء تھی'' ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ: ''میں نے آپ کو اس طرح کبھی نہیں دیکھا کہ ستر نظر آئے۔'' میاں بیوی کے رشتہ میں بھی حیاء کے آداب کو ملحوظ رکھتے، آپ جب خواتین سے بیعت لیتے تو ان کا ہاتھ مردوں کے ہاتھ کی طرح ہاتھ میں نہ لیتے بلکہ ایک برتن میں پانی بھروا لیتے اپنا دست مبارک اس میں تر کرتے اور پھر بیعت کرنے والی مومن عورتیں اپنے ہاتھ اسی برتن میں ڈال لیتیں۔ آپ میانہ رو اور نگاہیں نیچی رکھتے تھے، یہ سب شرم و حیاء کا اظہار تھا۔

طہارت و نظافت اپنے اندر بڑے اثرات و ثمرات رکھتی ہے۔ اسلام سے پہلے لوگوں کی نظر نظافت کی طرف کم گئی۔ راہب، سادھو سنیاسی، صفائی ستھرائی کے مفہوم سے ناواقف تھے۔ پیشاب کر کے کھڑے ہو گئے، بچے سے بول و براز صاف کر لیا۔ نمائشی طریقے سے بدن پر پانی بہا لیا، بس یہی صفائی ستھرائی کا مفہوم تھا۔ لیکن آج سے چودہ سو سال قبل معلم اخلاق باعث تخلیق کائنات محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفائی و ستھرائی کا ایک بلند و بالا معیار پیش کیا۔ آپ نے اپنی تعلیمات میں صفائی و نظافت کی تلقین فرماتے ہوئے (بول و براز تو ناپاک تر چیزیں ہیں) خون، شراب، گندگی، کیچڑ کی چھینٹوں تک سے بچنے کی تاکید فرمائی، بال کٹوانے، غسل جنابت اور استنجاء کو لازمی قرار دیا اور طہارت و پاکیزگی کو نصف ایمان قرار دیا۔ آپ خود بھی صفائی پسند تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن نہایا دھویا اور پھر حتی المقدور اس نے طہارت و نظافت کا اہتمام کیا، پھر اس نے تیل لگایا اور خوشبو لگائی پھر مسجد جا پہنچا اور مسجد میں جا کر صف میں بیٹھے ہوئے آدمیوں کو نہیں ہٹایا پھر نماز پڑھی جو بھی اس کے مقدر میں تھی، پھر جب امام منبر کی طرف نکلا تو وہ خاموشی سے بیٹھا خطبہ سنتا رہا تو اس شخص کے وہ سارے گناہ بخش دیئے گئے جو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس سے سرزد ہوئے تھے۔ (بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دانتوں کی صفائی کا بھی بے حد اہتمام فرماتے ہر نماز سے پہلے مسواک کرتے اور دوسروں کو بھی پابندی کے ساتھ مسواک کرنے کی تاکید فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس کچھ لوگ آئے جن کے دانت پیلے ہو رہے تھے، آپ نے دیکھا تو ان کو تاکید فرمائی کہ مسواک کیا کرو۔

آپ نے فرمایا قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے تو جو شخص لوگوں کی خدمت کرنے میں سبقت لے جائے تو لوگ اس سے کسی عمل کی بدولت نہیں بڑھ سکتے بجز شہادت کے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سعی و عمل کا جیتا جاگتا پیکر تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اخلاق اور مبارک واقعات ہر ملک ہر طبقہ ہر فرد ہر جماعت ہر ملت کے لئے بہترین مثال اور کامل نمونہ ہیں۔

☆☆..........☆☆

سچے نبی کی سچی پیش گوئی!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے کئی برس پہلے ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں ”سچے نبی کی سچی پیش گوئی“ کے موضوع پر خطاب فرمایا تھا جسے قندِ مکرر کے طور پر قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

میں نے آپ حضرات کی خدمت میں دو چار باتیں عرض کرنی ہیں، ویسے اس وقت میرا کوئی خاص موضوع نہیں ہے، البتہ چونکہ عام طور پر جو حضرات اس جلسہ میں آئے ہوئے ہیں، جس طرح ان کا موضوع ”ردِّ قادیانیت“ ہے، اسی طرح میرا بھی یہی موضوع سمجھ لیں، لیکن پہلے میں قادیانیت سے ہٹ کر تمہیں اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی چند باتیں سناتا ہوں، اس کے بعد تم خود ہی اندازہ کرلو گے کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے؟ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے؟

ذکرِ حسین:

میرے وہ تمام بھائی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو مانتے ہیں، میں ان کو کوئی گالی نہیں نکالتا، دوسری کسی قسم کی فحش کلامی بھی نہیں کرتا، صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ حسین سنیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقابلہ کرکے کھرے اور کھوٹے کو پرکھیں اور جھوٹ اور سچ میں امتیاز کریں۔

میری اور تمام حاضرین کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ہدایت کے دروازے کھول دے، آمین!

قادیانیوں کو مہلت!

قادیانیو! تمہیں اللہ تعالیٰ نے بہت مہلت دی ہے، تمہیں مہلت ملے ہوئے پورے سو سال ہوگئے ہیں تمہارا خیال تھا کہ پوری دنیا میں تمہاری حکومت ہوگی اور مسلمانوں کی حیثیت چوڑھے چماروں کی سی ہوگی۔ یہ میں غلط نہیں کہہ رہا، بلکہ یہ مرزا محمود کے الفاظ ہیں۔ تم نے سو سال میں دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے؟ اب آگے آخرت اور قبر کا مرحلہ پیش آنے والا ہے، وہ بھی تم دیکھ ہی لوگے! دنیا دار الجزا نہیں ہے، یہاں تو کافر بھی کھاتے ہیں اور مومن بھی، بلکہ اللہ تعالیٰ کافروں کو زیادہ دیتے ہیں اور مومنوں کو کم دیتے ہیں، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

”وَلَوْ لَا اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ. وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ. وَزُخْرُفًا، وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا، وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ.“ (الزخرف:۳۳تا۳۵)

ترجمہ:... ”اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ہوجائیں ایک دین پر، تو ہم دیتے ان لوگوں کو جو منکر ہیں رحمٰن سے، ان کے گھروں کے واسطے چھت چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں اور ان کے گھروں کے واسطے دروازے اور تخت جن پر تکیہ لگا کر بیٹھیں سونے کے، اور یہ سب کچھ نہیں ہے مگر برتنا دنیا کی زندگی کا اور آخرت تیرے رب کے یہاں انہی کے لئے ہے جو ڈرتے ہیں۔“ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

یعنی اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ یہ سارے لوگ کافروں کی ایک ہی جماعت بن جائیں گے تو جو لوگ کہ اللہ تعالیٰ سے کفر کرتے ہیں اور اللہ کے منکر ہیں، ہم ان کے مکانوں کی چھتیں سونے کی بنادیتے اور ان کی سیڑھیاں سونے کی ہوتیں، دیواریں سونے کی ہوتیں، اور یہ ساری چیزیں چاندی کی ہوتیں اور ”ذالک متاع الحیوٰۃ الدنیا“ یہ تو بالکل معمولی برتنے کی چیزیں ہیں۔

میں جو بات کہنا چاہتا ہوں وہ تو آگے آرہی ہے، لیکن درمیان میں ایک ضروری بات کرنے لگا ہوں، وہ یہ کہ:

روئے زمین کی بادشاہت چار آدمیوں کے پاس:

میرے قادیانی بھائیو! ذرا غور کرو! ساری روئے زمین کی بادشاہت چار آدمیوں کو دی گئی ہے، دو مسلمانوں کو، اور دو کافروں کو، فرض کرو کہ اگر پوری دنیا کی بادشاہت مجھے عطا کردی جائے تو میرا کیا حال ہوگا؟ یا بالفرض اگر تمہیں مل جائے تو کیا کسی کو زندہ رہنے دوگے؟ پھر اگر وہ بادشاہت بھی آج کل کی بادشاہت کی سی نہ ہو۔

آج کل کے حکمران بادشاہ نہیں:

کیونکہ بیچارے آج کل کے بادشاہ اور حکمران

توایسے بے بس اور مجبور ہیں کہ اپنی عوام کے چہروں کی طرف دیکھتے ہیں کہ کہیں وہ ناراض نہ ہو جائے، اس لئے کبھی تو وہ کہتے ہیں کہ: ہم عورتوں کو کچھ نہیں کہیں گے، کبھی کہتے ہیں کہ: حدود نافذ نہیں کریں گے، اور فلاں، فلاں کام نہیں کریں گے، گو ان کو ظاہری طور پر حکومت و اقتدار اور نام کی سرداری کا اعزاز حاصل ہے، مگر ان کی حکومت ایسی نہیں جس کو بادشاہت کہا جائے، یعنی کامل اور مکمل حکومت اور عقیدت کے ساتھ اقتدار کا اعزاز انہیں حاصل نہیں۔

حکومت تو امریکہ اور انگلینڈ والے بھی کرتے ہیں مگر....:

حکومت تو امریکا اور انگلینڈ والے بھی کرتے ہیں، اور حکومت حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ حیدر کرار رضی اللہ عنہما نے بھی کی تھی، لیکن ان کے منہ سے جو لفظ نکل جاتا تھا یا وہ جو حکم بھی فرماتے تھے، لوگ اس کی تعمیل کو اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے، کیونکہ وہ اپنے منہ سے ایسی کوئی بات ہی نہیں نکالتے تھے جس میں کسی کا نفع نہ ہو، بلکہ وہ ایسی بات کہتے تھے، جس میں لوگوں کا دنیاوی اور اخروی نفع ہوتا تھا، ایسی حکومت صحیح معنی میں حکومت کہلاتی ہے، اسی طرح حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بھی حکومتیں کی ہیں، مثلاً: حضرت داؤد علیہ السلام نے حکومت کی، حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکومت کی، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے بھی حکومت کی، جن کو ''خلفائے راشدین'' کہتے ہیں، ان کی حکومت میں کسی قسم کا کوئی جھول نظر نہیں آئے گا۔

قصاص کے سلسلہ میں حضور ﷺ کا اُسوۂ حسنہ:

حکومت تو میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی ہے، مگر کیسی؟ اس کی ایک جھلک عرض کرنا چاہتا ہوں: میرے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن فرمانے لگے کہ: بھائیو! جس کا میرے ذمہ کوئی حق نکلتا ہے وہ مجھ سے آج وصول کرلے، قیامت پر معاملہ نہ رکھے، ایک صحابی کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ: آپ نے مجھے ایک دن چھڑی ماری تھی! فرمایا: حاضر ہوں، تم اس کے بدلہ میں مجھے چھڑی مارلو! عرض کیا: یارسول اللہ! جب آپ نے میرے چھڑی ماری تھی اس وقت میرے بدن پر کرتا نہیں تھا، بدن ننگا تھا، آپ نے تو لباس پہنا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کرتا اُتار دیا اور فرمایا: اب مارلو! وہ دوڑ کر آئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ مبارک کا بوسہ لینے لگے اور کہنے لگے کہ: یارسول اللہ! میں یہی چاہتا تھا۔

دُنیا مثال پیش کرنے سے قاصر ہے:

دنیا میں کوئی تاریخ ایسی تو بتایئے کہ حق مانگنے والا اپنا حق نہ مانگ رہا ہو، مگر حق دینے والا خود حق دے رہا ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اس حالت میں تشریف لے جاتے ہیں کہ کسی اللہ کے بندے کا کوئی حق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ نہیں ہے، اور یہی حال حضرات خلفائے راشدینؓ کا تھا، اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وہ دنیا میں ہدایت پھیلانے کے لئے آئے تھے، شر پھیلانے کے لئے نہیں آئے تھے، اور میرے قادیانی بھائیو! میں تم سے کہتا ہوں کہ تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لو، غلام احمد کو چھوڑ دو تمہارا بھلا ہو جائے گا، تمہاری بھلائی کی خاطر کہہ رہا ہوں، اپنے نفع کے لئے نہیں، مجھے تو ثواب مل ہی جائے گا۔

اُلٹی منطق:

ایک بات اور کہتا ہوں اور یہ بھی تمہیدی بات ہے، وہ یہ ہے کہ ابھی ہمارے مولانا ضیاء الدین آزاد صاحب نے قصہ سنایا کہ ختم نبوت کے دو نوجوان رضا کاروں کو لاہور میں محض اس جرم میں گرفتار کرلیا گیا ہے کہ وہ چاکنگ کے ذریعہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کا اشتہار لکھ رہے تھے، تم یہاں آگئے ہو اور وہ جیل میں چلے گئے ہیں، میرے بھائی! ان کا جرم کیا تھا؟ یہی ناں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بیانات پر مشتمل ایک جلسہ کا اعلان کررہے تھے؟ میں انتظامیہ سے پوچھتا ہوں کتنے بڑے بڑے پوسٹر سینماؤں کے لگے ہوئے ہیں، فاحشہ عورتوں کی تصویریں جگہ جگہ لگی ہوئی ہیں، کیا قانون کے اعتبار سے یہ جائز ہے؟ اور ان نوجوانوں کا اشتہار لکھنا ناجائز ہے؟

شاہ جیؒ کا نعرۂ مستانہ:

تمہیں اس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر اول، امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہٗ کا ایک واقعہ سناتا ہوں... سب کو اللہ ان کی قبر کو منور کرے... اسی طرح میرے وہ تمام بھائی جو پوری دنیا میں ختم نبوت کا کام کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کی قبروں کو بھی منور کرے، اور ان پر اپنی رحمتوں کی بارشیں برسائے، آمین!

ہوا یہ کہ جب منیر انکوائری کمیشن کے سامنے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اپنا بیان قلمبند کرارہے تھے تو انہوں نے منیر انکوائری افسر کی عدالت میں فرمایا کہ: مرزا کافر ہے! اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ: فلاں فلاں آدمی کو دعوائے نبوت کے جرم میں قتل کیا گیا، اس پر جسٹس منیر پوچھنے لگا کہ: اگر غلام قادیانی تمہارے سامنے یہ دعویٰ کرتا تو کیا تم اسے قتل کردیتے؟ حضرت شاہ جیؒ نے جواباً فرمایا کہ: میرے سامنے اب کوئی دعویٰ کرکے دیکھ لے! جب شاہ جیؒ نے یہ کہا تو پوری عدالت نعرۂ تکبیر سے گونج اٹھی۔ جسٹس منیر کہنے لگا: ''توہین عدالت!'' یعنی اس سے عدالت کی توہین ہوتی ہے، اس پر شاہ جیؒ فرمانے لگے: ''توہین رسالت!'' یعنی جس طرح تم عدالت کی توہین قبول نہیں کرسکتے، اسی طرح عطاء اللہ شاہ بخاری رسالت کی توہین کو قبول نہیں کرسکتا۔ اس پر جسٹس چپ ہوگیا اور آگے جواب نہیں دے سکا۔

شاہ جیؒ پر مقدمہ:

کسی جلسہ میں شاہ جیؒ نے کہہ دیا تھا کہ: مرزا کافر ہے! حضرتؒ پر مقدمہ بن گیا، مولانا محمد شریف جالندھری فرماتے تھے کہ: جس عدالت میں مقدمہ تھا اس کا جج کوئی مرزائی تھا، جب تاریخ پر حضرت شاہ جیؒ جاتے تو وہ کوئی دوسری تاریخ دے دیتا، حضرت شاہ صاحبؒ تاریخ بھگتنے کے لئے تشریف لے جاتے، میں ساتھ ہوتا، میں پیشی پر جاتے ہوئے ایک چھوٹی سی چٹائی ساتھ لے جاتا، عدالت کے باہر سایہ کی جگہ میں وہ چٹائی بچھا کر ہم بیٹھ جاتے، جس طرف دھوپ آتی تھی اس طرف سے ہٹا کر دوسری طرف ہوجاتے، سارا دن اسی طرح بیٹھے رہتے، عدالت کا وقت ختم ہوجاتا تو جج اگلے دن کی تاریخ دے دیتا اور ہم آجاتے، اس طرح اس نے بہت پریشان کیا۔ لیکن آپ نے اس کا نتیجہ دیکھ لیا کہ شاہ جیؒ تو اللہ کے پاس چلے گئے، مگر ان کے اخلاص کی برکت سے اسی عدالت نے ان کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر قرار دیا، صرف یہی نہیں کہ اسی عدالت نے کہا بلکہ چھوٹی عدالتوں نے کہا، اعلیٰ عدالت سپریم کورٹ نے کہا اور پوری دنیا کے مسلمانوں نے کہا کہ غلام احمد کافر ہے، میں ان نوجوان دوستوں کو، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے جلسہ کے اشتہار لکھنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے، مبارک باد دیتا ہوں کہ ان کو حضرت امیر شریعتؒ کے ساتھ تھوڑی سی نسبت حاصل ہوگئی ہے۔ بس یہ تمہیدی باتیں میری ختم ہوگئیں، اب میں اصل بات شروع کرتا ہوں:

حضرت سعد بن معاذؓ کا واقعہ:

مکہ کا ایک کافر تھا، اس کا نام ابوصفوان (اُمیہ بن خلف)، اور مدینہ شریف کے ایک سردار تھے ان کا نام تھا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ شریف سے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لے جاچکے تھے، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر مکہ مکرمہ عمرہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے، ان کی جاہلیت کے زمانے میں عادت تھی کہ وہ اپنے دوست ابوصفوان (اُمیہ بن خلف) کے پاس ٹھہرتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری جلد کے پہلے صفحہ پر یہ حدیث ہے، جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ: زمانہ جاہلیت میں میری اور اُمیہ بن خلف کی دوستی تھی، اُمیہ جب بھی مدینہ منورہ سے گزرتا تو وہ میرے ہاں قیام کرتا تھا، اسی طرح میں جب بھی مکہ مکرمہ جاتا تو اُمیہ کے ہاں قیام کرتا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ ہجرت فرماکر تشریف لے آئے تو ایک بار میں عمرہ کے ارادہ سے مکہ مکرمہ گیا، اور حسب معمول اُمیہ کے ہاں قیام کیا، میں نے اُمیہ سے کہا کہ: میرے لئے تنہائی کا وقت بتاؤ کہ میں بیت اللہ کا طواف کروں، چنانچہ اُمیہ مجھے دوپہر کے وقت طواف کے لئے ساتھ لے کر نکلا تو اتفاق سے ابوجہل سے ملاقات ہوگئی، ابوجہل نے پوچھا: صفوان یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ اُمیہ نے بتلایا کہ یہ (میرا دوست) سعد بن معاذ ہے! اس پر ابوجہل نے کہا کہ: میں تمہیں مکہ مکرمہ میں مامون و محفوظ طواف کرتا دیکھتا ہوں، حالانکہ تم لوگوں نے بے دینوں کو پناہ دے رکھی ہے اور اپنے زعم میں تم ان کی مدد بھی کررہے ہو، خدا کی قسم! اگر اس وقت تم ابوصفوان کے ساتھ نہ ہوتے تو اپنے گھر صحیح سالم واپس نہیں جاسکتے تھے! اس پر میں نے نہایت اُونچی آواز سے کہا کہ: خدا کی قسم! اگر تم نے آج مجھے طواف سے روک دیا تو میں بھی مدینہ کی طرف سے تمہارا گزرنا بند کردوں گا اور یہ تمہارے لئے زیادہ مشکلات کا باعث بن جائے گا، (اس لئے کہ مکہ کے لوگ شام تجارت کے لئے جاتے تھے اور اس کا راستہ مدینہ سے ہوکر گزرتا تھا، اور مکہ کی معاش کا دارومدار شام سے تجارت پر تھا، اس لئے راستہ کی بندش ان کی موت و زندگی کا سوال بن جاتی)۔ اس پر اُمیہ نے کہا: سعد! ابوالحکم (یعنی ابوجہل) کے سامنے اُونچی آواز سے باتیں نہ کرو، یہ وادیٔ مکہ کا سردار ہے۔ اس پر میں نے کہا: اُمیہ! اس قسم کی باتیں نہ کر! خدا گواہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکا ہوں کہ وہ تمہیں قتل کریں گے۔ اُمیہ نے کہا: کیا مکہ میں مجھے قتل کریں گے؟ میں نے کہا: اس کا مجھے علم نہیں! اُمیہ اس بات سے بہت گھبرا گیا اور جب اپنے گھر واپس آیا تو اپنی بیوی سے کہنے لگا: ام صفوان! دیکھا سعد میرے متعلق کیا کہہ رہے تھے؟ اس نے کہا: کیا کہہ رہے تھے؟ اُمیہ نے کہا: وہ یہ بتا رہے تھے کہ محمد نے انہیں خبر دی ہے کہ مسلمان مجھے قتل کریں گے، میں نے پوچھا: کیا مکہ میں مجھے قتل کریں گے؟ تو انہوں نے کہا کہ: اس کا مجھے علم نہیں! اُمیہ کہنے لگا: خدا کی قسم! اب مکہ سے کبھی باہر نہیں جاؤں گا! پھر بدر کی لڑائی کے موقع پر جب ابوجہل نے قریش سے لڑائی کی تیاری کے لئے کہا اور کہا کہ اپنے قافلہ کی مدد کو پہنچو تو اُمیہ نے لڑائی میں شرکت کو ناپسند کیا اور معذرت کرلی، لیکن جب ابوجہل اس کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے ابوصفوان! تم وادی کے سردار ہو، جب لوگ دیکھیں گے کہ تم ہی لڑائی سے گریز کررہے ہو تو دوسرے لوگ بھی تمہاری اتباع کریں گے۔ ابوجہل جب اس پر برابر اصرار کرتا رہا تو بالآخر اُمیہ نے کہا: جب تمہارا اصرار ہی ہے تو خدا کی قسم! میں (اس لڑائی کے لئے) مکہ کا سب سے عمدہ اُونٹ خریدوں گا (تاکہ زیادہ بہتر طریقہ سے اپنی حفاظت کرسکوں)۔ پھر اُمیہ نے (اپنی بیوی سے) کہا: ام صفوان! میرا سازو سامان تیار کردو! اس نے کہا: ابوصفوان! اپنے یثربی بھائی کی بات بھول گئے؟ اُمیہ بولا: نہیں بھولا! ان (کفار مکہ) کے ساتھ تھوڑی دور تک جاؤں گا۔ جب اُمیہ (اس جنگ کے لئے) نکلا تو راستہ میں جس منزل پر بھی قیام ہوتا، یہ اپنا اُونٹ (اپنے قریب ہی) باندھتا، اس طرح سارے سفر میں اس نے اہتمام کیا، لیکن اللہ کی تقدیر کے مطابق بدر میں قتل ہوکر ہی رہا۔"

(صحیح بخاری ج:۲ ص:۱)

(جاری ہے)

پیغمبر رحمت ﷺ کا اپنی قوم سے پہلا خطاب

دوسری قسط

مولانا محمد عاشق الٰہیؒ میرٹھی

آپ کی تقریر سن کر آپ کی قوم حیران رہ گئی کہ یہ کیا قصہ ہے، وہ شخص جو اب تک نیک چلن، راست باز، خندہ رو، امانت دار، سنجیدہ اور ہردلعزیز خصلتوں میں نام آور رہا، دفعتاً کیسی باتیں کرنے لگا، کس منصب عظیم کا دعویدار بن گیا، کیسی انوکھی اور نرالی عبادت کا حکم دیتا اور سارے ملک وقوم کے مُردے اور زندوں کے خلاف طریقہ پر اپنے بڑے چھوٹوں کو بلاتا ہے، کیا ان کو جنون تو نہیں ہوگیا، عقل تو نہیں جاتی رہی، کہیں دیوتا کی جھپیٹ میں تو نہیں آگئے، آخر بات کیا ہے؟ کیا ہمارے سارے اسلاف اور بڑے جاہل تھے، کیا ان رسموں پر چلنے والے سب احمق ہی ہیں، کیا یہی ایک شخص دنیا بھر میں عاقل پیدا ہوئے ہیں کہ اپنے بے گانوں سب کو بے وقوف بتاتے اور گمراہ بتاتے ہیں، ہمارے سامنے کا پیدا ہوا بچہ آج اس قابل بن بیٹھے اور ہم اس سے دبک کر رہنا پسند کریں، کیا ہمارا تمدن اور طرز معاشرت اصلاح کا محتاج ہے اور کیا ان کے علاوہ عرب کے لکھو کھا باشندوں میں کسی ایک کو بھی ان کے نقائص کی اطلاع نہیں ہوئی، سمجھ میں نہیں آتا کہ عبداللہ کے صاحبزادہ کو پوری عمر پر پہنچ کر کس خیال نے اس دعوے کا مدعی بنایا، جس کو سن کر ہنسی آتی ہے بھلا خدا کو سفیر بنانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ وہ خود جو چاہتا ہم سے کہہ سکتا تھا اور اگر ہمارا طریقہ اس کی مرضی کے خلاف ہوتا تو اس پر چلنے ہی کیوں دیتا، کبھی کے ہم رُک گئے ہوتے یا مر چکے ہوتے، اور اگر کسی سفیر کا آنا مصلحت ہوتا بھی تو کوئی فرشتہ آتا جس کا مقرب ہونا سب کو معلوم ہے، آدمی اور آدمی بھی ہماری قوم کا اور وہ بھی گود کا کھلایا ہوا یتیم، رسول بن کر آوے جس کے پاس نہ مال نہ جائیداد نہ بکثرت اونٹ اور نہ نہروں والے باغات، اگر دیوانگی نہیں تو کیا ہے؟ بھلا کون ایسا بے وقوف ہے جو ان کا کہنا مان لے گا اور مدتہائے دراز کے آبائی طریق کو خیر باد کہہ کر ان کے نوایجاد قانون پر چلنے لگے گا؟

یہ بالکل ظاہر ہے کہ انسان کو اپنے خیالات کا چھوڑنا جن پر زمانۂ طویل بلکہ پشتہا پشت سے جما ہوا ہو طبعاً دشوار ہوتا ہے، خصوصاً جبکہ اس کو مذہب اور نجات دہندہ طریق بھی سمجھے ہوئے ہو۔ کیونکہ اس کے ناقص یا باطل ہونے کا چونکہ وہم بھی نہیں ہوتا، اس لئے اس کے خلاف کلمہ سن کر مشتعل ہوجاتا ہے اور اتنا بھڑکتا ہے کہ غور وفکر کا بھی موقع نہیں ملتا اور اگر اس کے ساتھ تکبر ونخوت یا ریاست وحکومت بھی ملی ہوئی ہو تب تو مخالفت کا کچھ ٹھکانا ہی نہیں رہتا اور چونکہ اہل عرب میں عموماً اور بیت اللہ کے مجاور خاندان قریش میں خصوصاً یہ سارے مضامین موجود تھے، اس لئے زمانہ دراز کے بعد جب ان کے کانوں میں شاہی سفیر کی پاک تعلیم جس میں ان کی روش اور چال کا بغاوت ہونا ظاہر ہوتا تھا دفعتاً پڑی تو ان کی حاکمانہ طبیعت آزادانہ رفتار اور خود اختیاری عظمت نے ان کے سینوں میں آگ لگادی اور انہوں نے سفیر کی چالیس سالہ گزران اور زندگی بھر کے اخلاق حسنہ سے چشم پوشی کرکے اس منادی کا یہ جواب دیا کہ اے شخص تم پر تباہی آوے، کیا تم نے اسی لئے ہم کو جمع کیا تھا؟

قاصد کے لئے سفارت کی حیثیت سے قوم کا اتنا جواب کافی تھا، کیونکہ وہ پیام پہنچا چکا اور علی الاعلان شاہی حکم اس کی مخلوق کو سنا چکا تھا مگر چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات رفع بغاوت اور اصلاح ہدایت کے لئے تجویز ہوئی تھی، اس لئے آپ اپنی قوم کے اس کریہہ جواب سے بددل اور مایوس نہیں ہوئے، ہمت نہیں ہاری، گھبرائے نہیں، بلکہ اسی رغبت کے ساتھ ان کی خیر خواہی میں مصروف رہے اور چونکہ ساری اصلاح کا دارومدار صرف اس پر تھا کہ حق تعالیٰ کو ایک اور آپ کو اس کا سفیر وقاصد سمجھ لیا جائے تاکہ اصلاح کی جو کچھ تدابیر آپ تعلیم فرمادیں اور بادشاہ کی طرف جن جن احکام کو منسوب کریں ان کو حق سمجھا اور عمل کیا جاسکے، اس لئے پہلی پکار آپ کی یہی تھی کہ جس نے شاہنشاہی عظمت ملحوظ نہ رکھی یعنی اس کا کسی کو ساجھی گردانا، یا میری رسالت وپیغمبری کو سچ نہ سمجھا، وہ کافر ہے اور اس کی سزا جہنم ہے جو سخت سے سخت مصیبتوں کا مخزن اور بے انتہا تکلیفوں کا گھر ہے۔

کسی بااثر تعلیم کا رنگ پھیکا کرنے کے لئے اس سے زیادہ کوئی موثر پہلو نہیں ہوسکتا کہ لوگ اس کا مذاق اڑائیں اور بجائے اس کے کہ اس میں غور یا توجہ کریں اس کو اور اس کے لانے والے کو بہ نگاہ حقارت دیکھ کر تمسخر کے درجہ میں لا ڈالیں، اس لئے اہل عرب نے بھی آپ کی پاک تعلیم کا اثر مٹانے کے لئے یہی پہلو اختیار کیا کہ جگہ جگہ ذلیل طریقہ پر آپ کے دعوے کا تذکرہ کرنے لگے، حقیر خطابات اور القاب سے آپ کو یاد کیا اور واہی تباہی شبہات کو دلیلیں بنا کر گویا گلی گلی اور کوچہ کوچہ اشتہار دے دیا کہ لیجئے آپ کے ملک میں یتیم بچہ نبی ہوکر آیا ہے جو اپنے اہل ملک کو باغی و کافر اور بڑوں بوڑھوں کو بے عقل و بددین بتاتا ہے، اپنے آپ کو مصلح اور ہادی قرار دیتا ہے، اور کہتا ہے کہ جس روش پر تم چل رہے ہو اس سے موجودہ اور آنے والی دونوں زندگیاں خراب و برباد ہوتی ہیں، اس تقریر سے مقصود صرف یہ تھا کہ آپ کی گفتگو پر کوئی شخص کان نہ لگاوے اور سچائی کا وہم نہ کرے، مبادا اس کو غور کرنے کا موقع ملے اور آپ کو کامیابی ہو جائے۔

☆☆..................☆☆

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، میرپور برڑو

میرپور برڑو (رپورٹ: محمد مبشر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے ناظم مولانا عبداللطیف اشرفی اور مبلغ ختم نبوت مولانا محمد حسین ناصر نے میرپور برڑو جامعہ حیدریہ میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ناموس رسالت کا تحفظ قربت خداوندی اور نجات اخروی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ منکرین ختم نبوت قادیانی کاروبار اور دوستی کی آڑ میں ارتداد پھیلا رہے ہیں۔ علامہ اقبال مرحوم نے کہا تھا کہ "قادیانی ملک و ملت دونوں کے غدار ہیں" ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی بھی اس ٹولے سے تعلق رکھتا تھا جس نے پاکستان کے ایٹمی راز چرا کر ملک دشمنوں کو دیئے اور پاکستان کو لعنتی ملک قرار دیا۔ آج اسی نام نہاد ایٹمی سائنسدان کو ہمارے اسکولوں کے کورس میں ہیرو کے طور پر پیش کرکے نئی نسل کے ذہنوں کو خراب کیا جارہا ہے۔ حکمران ہماری بات نہ مانیں لیکن علامہ اقبال اور اپنے قائد ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی بات کو تو تسلیم کریں، جنہوں نے قادیانیوں کو کافر قرار دینے میں اہم کردار ادا کیا تھا، ان کی بات مانتے ہوئے قادیانیوں کی شرانگیزیوں سے مسلمانوں کو بچائیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کو کافر قرار دینے کا فیصلہ صرف علماء کرام کا نہیں بلکہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی، سیشن کورٹ، ہائیکورٹس، سپریم کورٹ اور وفاقی شرعی عدالت سے لے کر رابطہ عالم اسلامی، انڈونیشیا اور جنوبی افریقہ کی غیرمسلم عدالت نے بھی قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا۔ کانفرنس نے ضلع جیکب آباد مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا تاج محمد چنہ تحریک انصاف اور مسلم لیگ کے نمائندوں نے بھی خطاب کیا۔ کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے حافظ تاج محمد بلوچ اور اویس خان فاروقی نے بھرپور محنت کی۔ اللہ تعالیٰ تمام ساتھیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائیں۔☆

حضرت مولانا سیّد ارشد مدنی کی کراچی تشریف آوری، علماء کرام سے ملاقاتیں

کراچی (حافظ تنویر احمد شریفی) دارالعلوم دیوبند کے استاذ الحدیث، جمعیت علمائے ہند کے صدر، جانشین حضرت شیخ الاسلامؒ حضرت مولانا سیّد ارشد مدنی مدظلہم منگل کو لاہور سے کراچی پہنچے تھے، کراچی میں مصروف ترین دن گزارا۔ کراچی کے ہوائی اڈے پر مولانا محمد یحییٰ مدنی، مولانا اسعد زکریا، مولانا امداد اللہ، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا عزیز الرحمن رحمانی، حافظ فہیم الدین پراچہ نعمان محمد امین، حافظ محمد عاطف، حافظ محمد اقبال، مولانا عبدالروف غزنوی اور دیگر نے ان کا استقبال کیا۔ مولانا ارشد مدنی پہلے جامعہ انوار العلوم تشریف لے گئے۔ جامعہ انوار العلوم سے حضرت قاری شریف احمدؒ کے مکان پر تشریف لے گئے اور مجلس یادگار شیخ الاسلام کے صدر مولانا قاری شریف احمدؒ کی وفات پر ان کے صاحبزادے حافظ رشید احمد اور ان کے اہل خانہ وتلامذہ سے تعزیت فرمائی۔ نماز عصر میں حضرت مدنی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تشریف لے گئے۔ عصر کے بعد جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ نے حضرت مولانا سیّد ارشد مدنی مدظلہ سے ملاقات فرمائی۔ مغرب کے بعد جامعہ بنوری ٹاؤن میں علمائے کرام، طلبا اور عوام الناس سے ایک جامع بیان فرمایا، جس میں حضرت نے بنیاد پرستی کا مفہوم، اسلامی تہذیب کے مقابلے میں دنیا کی دوسری تہذیبوں کا ذکر فرما کر اس بات پر زور دیا کہ دوران تعلیم طلبا کسی تحریک کا حصہ نہ بنیں ورنہ ان کے لئے تباہی کا باعث ہوگا۔ بیان کے بعد حضرت مدنی مدظلہ سے مولانا سیّد اصلح الحسینی، مفتی خالد محمود، مولانا مفتی عبدالرحیم، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا محمد عمران، مولانا فضل محمد اور دیگر نے ملاقات فرمائی۔ بدھ کی صبح فجر کے فوراً بعد حضرت مدنی مدظلہ نے عقیدتمندوں کو بیعت فرمایا۔ اس کے بعد بنوری ٹاؤن کے دورۂ حدیث کے طلبا کو اجازت حدیث دیتے ہوئے فرمایا: "اس فتنے کے دور میں صرف ان طلبا کو اجازت دے رہا ہوں، جو اپنے اکابر بالخصوص حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے عمل اور فکر ومشرب کو صحیح سمجھتے ہیں" بعد میں حضرت مدنی مدظلہ مولانا محمد یحییٰ مدنی کی دعوت پر معہد الخلیل الاسلامی تشریف لے گئے اور وہاں سے صبح ساڑھے نو بجے کراچی سے دہلی کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت کو رخصت کرنے والوں میں سینیٹر طلحہ محمود کے علاوہ علمائے کرام کی بڑی تعداد موجود تھی۔ حضرت مولانا کے ہمراہ حضرت شیخ الاسلامؒ کے نواسے مولانا سیّد محمد اظہار رشیدی بھی تھے۔

حضرت نواب عشرت علی خان قیصر رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

۵ر صفر المظفر ۱۴۳۳ھ مطابق ۳۱ر دسمبر ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ کے شاگرد رشید، حضرت اقدس مولانا فقیر محمد پشاوریؒ و مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ کے خلیفہ مجاز، ہزاروں سالکین و مریدین کے شیخ و مصلح حضرت نواب عشرت علی خان قیصرؒ اس دنیا فانی کی ۹۶ بہاریں گزار کر راہی عالم آخرت ہوگئے، إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون، إن للّٰہ ما أخذ ولہ ما أعطیٰ وکلّ شيء عندہ بأجل مسمیٰ۔

حضرت نواب عشرت علی خان قیصر رحمہ اللہ کی شخصیت طبقۂ اہل علم میں محتاج تعارف نہیں، آپ کا شمار ان اکابر اہل اللہ میں ہوتا ہے جن پر شرافت و دیانت ناز کرتی ہے، جن کے دم قدم سے زندگی نقش پا ڈھونڈتی ہے اور جن کے وجود سے علم و عرفان کی مجالس رونق پاتی ہیں اور جن کے زہد و تقشف پر ملائکہ رشک کرتے ہیں۔

آپ نے رجب المرجب ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۲۰ء ضلع علی گڑھ قصبہ مینڈھو میں جناب محمد مسعود علی خان کے گھر میں آنکھ کھولی، آپ کے والد ماجد صوم و صلوٰۃ کے پابند اور نہایت دین دار تھے، مسجد سے خاص تعلق تھا، تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز کی پابندی اور ذکر اللہ کی کثرت ان کا خاصہ تھا۔

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ نے آپ کے والد ماجد (متوفی: ۷ شوال ۱۳۹۷ھ) کے بارہ میں لکھا ہے:

"مرحوم کی بعض صفات و کمالات دیکھ کر رشک آتا تھا کہ اس پر آشوب دور میں قوت ایمان کے ایسے دلکش نمونے موجود ہیں، حدیث صحیح بخاری شریف میں جن سات اشخاص کے بارہ میں لسان نبوت سے یہ بشارت سنی تھی اور پڑھی تھی کہ سات اشخاص قیامت کے روز میدان حشر میں عرش عظیم کے سایہ تلے ہوں گے، ان میں ایک شخص کے بارہ میں یہ الفاظ ہیں: "ورجل قلبہ معلق في المساجد" کہ "ایک شخص وہ ہے جس کا دل ہر وقت مسجد میں رہتا ہے" پہلی مرتبہ اس کا مصداق مرحوم کو دیکھا کہ ہر وقت مسجد کی حاضری کی فکر دامن گیر رہتی تھی، نماز پڑھ کر آتے ہی دوبارہ دوسری نماز کی فکر کا شدید تقاضا شروع ہوجاتا، بیماری اور بے ہوشی کے عالم میں بھی مسجد جانے کی فکر اور تقاضا رہا، اس آخر عمر میں ہر وقت زبان پر ذکر اللہ جاری رہتا، حدیث نبوی میں ہے: "لایزال لسانک رطبا من ذکر اللّٰہ" کہ تمہاری زبان اللہ کی یاد سے ہر وقت تر و تازہ رہے" اس حدیث کا مصداق آپ کی ذات گرامی کو دیکھا" (بینات، ذوالقعدہ ۱۳۹۷ھ)

حضرت نواب صاحب کی ابتدائی تعلیم آپ کے دادا مرحوم کے قائم کردہ مدرسہ یوسفیہ میں ہوئی، حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے آپ کو تفسیر میں جلالین، فقہ میں ہدایہ اول اور حدیث میں مؤطا امام مالک کی بسم اللہ کرائی۔ دینی تعلیم مکمل ہونے پر حضرت تھانویؒ نے آپ کے سر پر دستار فضیلت رکھی، جو آپ کے پاس محفوظ تھی، بعد میں علی گڑھ یونیورسٹی سے ایم اے اور قانون کی ڈگری بھی آپؒ نے حاصل کی تھی، آپؒ بچپن سے ہی اپنے گھر کے افراد کے ساتھ تھانہ بھون حاضری دیا کرتے تھے، حضرت تھانویؒ نے آپ کو کھانے میں شریک کیا اور اٹھارہ سال کی عمر میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے آپ کو بیعت کے شرف سے نوازا، حضرت تھانویؒ نے آپ کو نماز باجماعت کی تاکید اور اپنے مواعظ و ملفوظات پڑھنے کی نصیحت فرمائی جس پر ساری زندگی آپ عمل پیرا رہے، آپ کی اہلیہ محترمہ کے بقول پچاس سال سے نماز میں آپ کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔

حضرت تھانویؒ کے انتقال کے بعد آپ نے اس وقت کے اکابر سے اپنا تعلق جوڑا اور ان کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوتے رہے، باقاعدہ اصلاحی تعلق حضرت اقدس مولانا فقیر محمد پشاوری قدس سرہ سے قائم کیا اور حضرت پشاوریؒ نے آپ کو خلافت سے نوازا، بعد میں اصلاحی مکاتبت کا سلسلہ حضرت مسیح الامت سے رہا اور حضرت مسیح اللہ خان صاحبؒ نے بھی آپ کو "اجازت

بیعت'' سے سرفراز فرمایا۔

آپ کے معمولات میں دعا کا ذوق وشوق، تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز کا اہتمام نمایاں تھا، طبیعت میں سادگی، تحمل وبردباری، جود وسخا، بزرگانِ دین کا احترام، علماء سے تعلق جیسے اوصاف کے جامع اور نمود ونمائش وشہرت سے کوسوں دور تھے۔ آپ صوفیائے کرام کے چار مشہور سلاسل چشتیہ، قادریہ، نظامیہ، سہروردیہ میں بیعت فرماتے تھے۔

حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم نے حضرت کا مرتب کردہ دستور العمل ومعمولات برائے سالکین روزنامہ اسلام، ۱۸ر صفر ۱۴۳۳ھ، ۱۳ر جنوری ۲۰۱۲ء بروز جمعہ میں شامل اشاعت مضمون میں نقل کیا ہے، افادہ عام کے لئے بعینہ اسے یہاں نقل کیا جاتا ہے:

(۱) اپنے شب وروز کی ضروری مصروفیات کو پیش نظر رکھ ایک مضبوط نظام الاوقات بنالینا چاہئے اور پھر اس کے مطابق مستقل مزاجی کے ساتھ عمل کرنا چاہئے، اس کی وجہ سے کام کرنے میں بہت برکت ہوتی ہے، تھوڑے وقت میں زیادہ کام ہوجاتا ہے اور اس کی برکت سے مشکل کام بھی آسان ہوجاتا ہے:

نظم پیدا کیجئے اوقات میں
برکتیں پھر دیکھئے دن رات میں

(۲) شرعی احکام خواہ ان کا تعلق کرنے سے ہو یا چھوڑنے سے، ان کا علم حاصل کرنا چاہئے اور پھر ان پر عمل بجالانا چاہئے، سب سے پہلے اپنے عقیدے ٹھیک کئے جائیں اور ضروری ضروری مسئلے سیکھے جائیں اور نئے مسئلے کی ضرورت پیش آئے تو کسی مستند عالم دین سے ان کا شرعی حکم معلوم کرلیا جائے۔ یہ بات سمجھ لینے کی ہے کہ اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا کو طلب کرنا ہے، جس کے لئے تقویٰ حاصل ہونا شرط ہے، اسی کے لئے سب جدوجہد کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہونے کے لئے گناہوں سے بچنے کا اہتمام، جو حقوق (والدین، بیوی، بچوں، رشتہ دار واقارب، محلے داروں اور اجنبیوں جس جس کے بھی) اپنے ذمہ واجب ہیں، ان کی ادائیگی، معاملات میں دیانت وصداقت، معاشرت میں سادگی اور پاکیزگی اور مزاج میں نرمی وخوش اخلاقی ضروری ہے، بدعات ورسوم سے سختی کے ساتھ بچے۔ شادی وغمی کے موقع پر ہر قسم کی رسومات سے اپنے آپ کو بچائیں۔ ان چیزوں کے اہتمام کے بغیر سلوک وتصوف اور اصلاح نفس کا مقصد ہی حاصل نہیں ہوتا، بلکہ حقیقی مقصد سے محرومی ہی رہتی ہے، اس لئے اذکار ووظائف اور اوراد ہی کو سب کچھ سمجھ کر فارغ نہ ہونا چاہئے، بلکہ اپنی زندگی کا مسلسل جائزہ لیتے رہنا چاہئے، اصلاح نفس کی فکر مرتے دم تک نہ چھوڑنی چاہئے۔

(۳) آنکھ، کان، زبان کی سختی کے ساتھ احتیاط رکھئے، یہی تین اعضا ساری عبادات اور گناہوں کے آلۂ کار اور تمام باطنی اچھے وبرے اعمال واخلاق کے محرک ہیں، اس لئے ان تینوں اعضا کی نگہداشت یعنی ان کے جائز وناجائز استعمال کا خیال نہایت اہم اور ضروری ہے، جب بھی ان اعضاء سے کوئی غلطی ہوجائے فوراً توبہ کرنی چاہئے:

چشم بند وگوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی نور حق برمن بخند

یعنی گناہوں اور برائیوں سے اپنی آنکھ، کان، زبان تینوں چیزوں کو بند کرلیجئے، اس کے بعد اگر آپ کو نور حق نظر آئے تو مجھ پر ہنسئے۔

(۴) اگر نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ ذمہ میں باقی ہو تو اس کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے، اسی طرح کسی کا مالی حق اپنے ذمہ ہو تو اسے ادا کیا جائے یا معاف کرایا جائے۔

(۵) اپنے آپ کو دوسروں سے کم تر سمجھیں، دوسروں کو اپنے مقابلہ میں حقیر نہ سمجھیں۔

(۶) باطنی اعمال میں جو اچھے اخلاق ہیں، ان کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کیجئے اور جو برے اخلاق ہیں، ان سے اپنے آپ کو بچا کر رکھئے۔

(۷) اللہ والوں نے چار اعمال ایسے بتلائے ہیں کہ جن پر عمل کرنے سے بہت سے برے اخلاق سے نجات مل جاتی ہے اور بہت سے اچھے اخلاق کی توفیق حاصل ہوتی ہے، وہ چار اعمال یہ ہیں: (۱) شکر، (۲) صبر، (۳) استغفار، (۴) استعاذہ۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمتوں پر شکر کیا کیجئے اور کوئی ناگوار واقعہ پیش آجائے تو اس پر صبر کیا کیجئے اور چلتے پھرتے استغفار کرتے رہا کیجئے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے رہا کیجئے۔

(۸) ہر ہر کام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کرنی چاہئے، کیونکہ سنت پر عمل کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے، لہٰذا تمام عبادات وطاعات اور معاملات ومعاشرت اور رہن سہن، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، چلنے پھرنے، کھانے پینے، لباس وپوشاک، وضع قطع ہر چیز میں مؤکدہ وغیر مؤکدہ سنتوں کا لحاظ کرنا چاہئے، خصوصاً ان سنتوں کا جن کا تعلق عبادات سے ہو، عادات سے نہ ہو اور سنن عادیہ کا بھی ہوسکے تو حدود میں رہتے ہوئے اور کھانے پینے کا، سونے جاگنے، بیت الخلاء آنے جانے، گھر یا مسجد سے نکلنے اور داخل ہونے اور اسی طرح دوسرے کاموں کے متعلق جو مسنون دعائیں ہیں، ان کو زبانی یاد کرلینا چاہئے اور ان کو اپنے اپنے موقع پر پڑھنے کی عادت ڈال لینی چاہئے۔

(۹) حتی الامکان مرد حضرات کو نماز باجماعت کا اور خواتین کو بروقت نماز کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہئے، شرعی عذر کے بغیر مرد حضرات کو مسجد کی

جماعت کو نہیں چھوڑنا چاہئے اور مسجد کے آداب کا خیال رکھنا چاہئے۔

(۱۰) جن نمازوں سے پہلے یا بعد میں سنتیں ہیں، ان کو بھی ادا کرنا چاہئے، مؤکدہ سنتوں کی ادائیگی تو اپنی جگہ ہے، غیر مؤکدہ سنتوں کو بھی ہو سکے تو ادا کرنا چاہئے، مثلاً عصر سے پہلے چار سنتیں، عشاء سے پہلے چار سنتیں، اس کے علاوہ اشراق، چاشت اور بعد مغرب اوابین کا بھی اہتمام کرنا چاہئے، نیز تہجد کی نفل نماز کم از کم چار رکعت اور عام حالات میں بارہ رکعات کا معمول بنانا چاہئے اور ہو سکے تو تہجد رات کے آخری حصہ میں صبح صادق سے پہلے پہلے ادا کرنا چاہئے، ورنہ عشاء کے بعد ہی وتر سے پہلے کچھ رکعتیں تہجد کی نیت سے پڑھ لیا کریں اور ارادہ و حوصلہ یہی رکھا کریں کہ رات کے آخر حصہ میں بھی پڑھنے کی کوشش کروں گا، رمضان المبارک میں تراویح کی نماز کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔

(۱۱) روزانہ فجر کی نماز کے بعد یا جب بھی سہولت ہو ایک وقت مقرر کر کے قرآن مجید کی تلاوت کا معمول بنانا چاہئے، روزانہ ایک پارہ، اگر یہ مشکل ہو تو آدھا پارہ اور اگر یہ بھی مشکل ہو تو ایک پاؤ پارہ ممکنہ حد تک تجوید سے اور دوسرے آداب کی رعایت کرتے ہوئے تلاوت کرنا چاہئے، اگر کسی روز اتفاق سے یا کسی عذر کی وجہ سے تلاوت نہ ہو سکے تو دوسرے دن اس کی تلافی کی کوشش کرنی چاہئے۔

(۱۲) تلاوت کے علاوہ روزانہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ''مناجات مقبول'' سے ہر دن کے مطابق عربی میں ایک منزل ورنہ آدھی منزل پڑھنی چاہئے، دعاؤں کے ساتھ ترجمہ پر بھی ساتھ ساتھ نظر رکھی جائے تو بہت اچھا ہے اور روزانہ نا سہی تو کبھی کبھی اردو میں منظوم مناجات مقبول کی منزل بھی پڑھ لینی چاہئے اور اگر ہو سکے تو مناجات مقبول میں ہی درج شدہ ''حزب البحر'' پڑھنے کا بھی روزانہ معمول بنانا چاہئے۔

(۱۳) فجر کے بعد سورہ یٰس، ظہر کے بعد سورۂ فتح، عصر کے بعد سورۂ نبا، مغرب کے بعد سورۂ واقعہ، اور عشاء کے بعد سورۂ ملک کی تلاوت کا اہتمام کرنا چاہئے۔

(۱۴) روزانہ ایک تسبیح ''سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم'' کی

(۱۵) روزانہ ایک تسبیح استغفار کی ''استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ''۔

(۱۶) روزانہ ایک تسبیح ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ''۔

(۱۷) روزانہ ایک تسبیح درود شریف کی، درود ابراہیمی یا پھر یہ درود ''اللّٰھم صل علی سیدنا و مولانا محمدن النبی الامی وعلی الہ واصحابہ وسلم''۔

(۱۸) روزانہ دو سو مرتبہ ''لا الٰہ الا اللہ'' چار سو مرتبہ ''الا اللہ'' چھ سو مرتبہ ''اللہ اللہ'' سو مرتبہ ''اللہ'' یہ کل ۳۰ تسبیحات ہیں، لیکن دوازدہ تسبیحات یعنی ۱۲ تسبیحات کے نام سے مشہور ہیں، ان کا اصل وقت تو تہجد کی نماز کے بعد اور فجر کی نماز سے

ماہانہ اجلاس تحفظ ختم نبوت حلقہ قذافی ٹاؤن

کراچی (محمد عبدالوہاب پشاوری) ۱۹/ جنوری ۲۰۱۲ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ قذافی ٹاؤن کا ماہانہ اجلاس ہوا، جس میں ضلع ملیر کے مبلغ مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ نے شرکت کی۔ تلاوت کلام پاک حافظ مطیع اللہ حامد نے پیش کی۔ اس کے بعد مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ نے عقیدۂ ختم نبوت کی فضیلت واہمیت پر بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے لئے کام کرنے والوں کی پشت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک ہوتا ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے لئے کام کرنا آپ کی ذات مقدس کی حفاظت ہے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا تقدس محفوظ ہو تو تمام احکام اسلام بھی محفوظ ہوں گے اور اگر ختم نبوت کا عقیدہ کمزور ہو جائے تو پورے دین کی عمارت کمزور پڑ جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کا انکار کرنے والوں کے ساتھ کوئی صلح یا نرمی نہیں برتی جا سکتی، ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں دس ہزار مسلمانوں کو شہید کیا گیا اور ان قربانیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۹۷۴ء میں قادیانی آئینی اور قانونی طور پر کافر قرار دیئے گئے۔ آج ان قربانی دینے والوں کے طفیل یہ صورت حال ہے کہ قادیانیوں کی ایسی سرگرمی جس سے وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہوں وہ آئینی اور قانونی طور پر بھی جرم ہے اور الحمد للہ! ہمارے اکابر نے ہر دور میں قانونی اور آئینی دائرہ میں رہتے ہوئے جدوجہد کی ہے اور جو بھی کیس ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے لڑا ہے اس میں الحمد للہ! دنیا بھر میں اللہ تعالیٰ نے کامیابی سے ہمکنار کیا ہے۔ اجلاس میں شریک ہونے والے ساتھیوں کے نام یہ ہیں: بھائی عثمان امیر حلقہ قذافی ٹاؤن، راقم الحروف، محمد عمران، عبدالواحد خٹک، محمد ایاز، مطیع اللہ حامد، محمد ایوب، محمد سہیل، نذیر وارد ین محمود، محمد وسیم، محمد شکیل، سعود شاہ، عنصر حسین شاہ، محمد انور اور محمد عمر۔

پہلے ہے، اگر کسی کو اس وقت مشکل ہو تو فجر کے بعد، ورنہ عشاء کے بعد۔

تنبیہ:

بعض محقق بزرگان دین نے کثرت نوافل اور تلاوت قرآن کو زیادہ اہمیت دی ہے، جس میں کثرت ذکر بھی آجاتا ہے، اس لئے کثرت نوافل اور تلاوت قرآن کو دیگر اذکار پر فوقیت حاصل ہے، نیز اذکار و اوراد کے معمولات میں فرصت و ہمت اور صحت کے لحاظ سے نیز اپنے مرشد کی ہدایت کی روشنی میں کمی بیشی کی جاسکتی ہے، اگر کسی کی اتناذکر کرنے سے صحت متاثر ہوتی ہو یا دماغ پر بوجھ پڑتا ہو تو کمی کرنی چاہئے، بعض اوقات ایک جگہ بیٹھ کر ذکر کرنے سے دماغ پر زیادہ زور اور دباؤ پڑتا ہے، اگر ایسی صورت حال ہو تو بعض اذکار چلتے پھرتے پورے کرلئے جائیں، معمولات نافلہ کے بارہ میں ایک بات یہ ہے کہ ان کا معمول شروع کرنے کے بعد ناغہ سے بے برکتی ہوتی ہے، اس کا حل بعض بزرگوں نے یہ بیان فرمایا ہے، اگر کبھی کسی وجہ سے معمول پورا نہ ہوسکے تو کسی دوسرے وقت اختصاراً ہی سہی اس کی تلافی کرلی جائے، اس کی وجہ سے بے برکتی سے حفاظت رہتی ہے، لیکن یہ بات ذہن نشین کرلینا چاہئے، جس قدر نیت صحیح اور قوی ہوگی، اسی کے مطابق برکات و ثمرات حاصل ہوں گے، دینی مدارس کے طلباء زیادہ اذکار و اوراد کرنے کے بجائے اپنے اسباق اور مطالعہ میں مشغولیت رکھیں اور تقویٰ و طہارت کا اہتمام رکھیں۔

(۱۹) وقت ضائع کرنے سے بچنے کا بہت زیادہ خیال رکھیں، فضول گفتگو سے پرہیز کریں۔

(۲۰) دینی کتابوں کو زیر مطالعہ رکھیں، خواہ تھوڑا بہت کیوں نہ ہو، روزانہ مطالعہ کا معمول بنانا چاہئے، چند اہم اور مفید کتابیں یہ ہیں: بہشتی زیور، اصلاحی نصاب، حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مواعظ و ملفوظات، شریعت و تصوف، فضائل اعمال....''

(روزنامہ اسلام، کراچی)

حضرت مفتی محمد صاحب لکھتے ہیں:

''وہ بالآخر ۴ اور ۵ صفر ۱۴۳۳ھ، ۳۱ دسمبر و یکم جنوری جمعہ و ہفتہ کی درمیانی شب ساڑھے بارہ بجے عمر کے چھیانویں سال یہ ولی کامل اس دار فانی سے رخصت ہوکر اپنے انعام و اکرام والے رب کے پاس پہنچ گئے، انّ للّٰہ ما اخذ و لہ ما اعطیٰ و کل شیء عندہ باجل مسمّی'' دوسرے دن ۱۲ بجے کے قریب حضرت کی میت گھر کے برآمدے میں رکھی گئی، جنازہ نماز ظہر کے متصل بعد دارالعلوم کراچی میں ہونا تھا، حاضرین باری باری زیارت کرنے لگے، بندہ بھی حاضر ہوا، چہرے پر بلا کی معصومیت تھی، عجیب نورانیت تھی، سکون تھا، چہرہ کھلا ہوا تھا، بندہ ایک طرف ہوکر کھڑا ہوگیا، حضرت کے صاحبزادے جناب شاہ رخ صاحب، پوتے، داماد غم سے نڈھال کھڑے تھے، کچھ علماء و خدام بھی تھے۔ مفتی اعظم پاکستان، صدر دارالعلوم کراچی حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم تشریف لائے، فرمایا: دنیا کی مشقتوں سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں پہنچ گئے، واقعی ایسا لگ رہا تھا کہ ۹۶ سال کا مسافر طویل سفر کے بعد بڑے اطمینان و سکون سے محو آرام ہے۔

نماز ظہر کے بعد دارالعلوم کراچی میں علماء، طلبہ اور صلحاء کے جم غفیر نے نماز جنازہ ادا کی اور ہمارے حضرت والا رحمہ اللہ اپنی آخری آرام گاہ پہنچ گئے، جہاں سے کسی فرد بشر کو مفر نہیں اور جو ہر انسان کی آخری منزل ہے''۔

پس ماندگان میں اہلیہ محترمہ، ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی چھوڑے ہیں۔

☆☆..................☆☆

آپ ﷺ کی تشریف آوری سے سلسلۂ نبوت مکمل ہوگیا

خوشاب .... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد اسلم بہاولنگری نے روڈ پورہ کی جامع مسجد عمر میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے سلسلۂ نبوت مکمل ہوگیا۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد کوئی کسی قسم کا ظلی بروزی نبی نہیں آسکتا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت جھوٹا ہے۔ مرزا قادیانی اپنے تمام دعاوی میں کذاب و دجال ہے۔ مرزا قادیانی کے ماننے والے کافر و زندیق اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ نماز جمعہ کے بعد انہوں نے مختلف علاقوں میں ختم نبوت پروگرام منعقد کئے اور مقامی ختم نبوت کارکنوں اور عوام الناس کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بیدار کیا۔

ہفتہ کے روز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خوشاب کے امیر کی سربراہی میں بلاک نمبر ا جوہر آباد میں ایک اجلاس رکھا گیا، جس میں ضلعی مبلغ اور دیگر عہدیداران نے شرکت کی۔ اس موقع پر تحصیل اور قصبہ جات کی سطح پر کئی باڈیاں تشکیل دی گئیں اور نوجوانوں کو اس اہم کام کے لئے تیار کیا گیا۔ ضلعی امیر مولانا اظہار الحسن کی دعا پر یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغنی شہید رحمۃ اللہ علیہ

ہر دلعزیز شخصیت

مفتی عبداللہ حسن زئی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

’’اذا اراد اللہ بعبد خیراً استعملہ قبل الموت، قیل مایستعملہ قال یھدیہ الی العمل الصالح قبل موتہ فیقبض علی ذلک۔‘‘ (کنزالعمال ص:۳۰۶، ج:۱۱)

ترجمہ: ’’جب اللہ رب العزت کسی بندے کے ساتھ اچھائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے موت سے پہلے استعمال فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کس طرح استعمال فرماتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ موت سے پہلے اعمال صالحہ کی طرف اس کی رہنمائی فرماتے ہیں اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ اس کی روح کو قبض فرما لیتے ہیں۔‘‘

ایک اور حدیث میں ہے:

’’اذا احب اللہ عزوجل عبداً نادیٰ جبریل ان اللہ تعالیٰ یحب فلاناً فاحبہ، فیحبہ، جبریل فینادی جبریل فی اھل السماء ان اللہ یحب فلاناً فاحبہ اھل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض۔‘‘ (کنزالعمال ص:۳۴۳، ج:۱۱)

ترجمہ: ’’حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کو بلا کر فرماتے ہیں کہ جبریل! میں فلاں سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو تو حضرت جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر حضرت جبریل علیہ السلام آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتے ہیں، تم بھی اس سے محبت کرو، تو آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین میں اس کو قبولیت حاصل ہو جاتی ہے۔‘‘

مذکورہ احادیث کی روشنی میں یہ کہنا بجا ہے کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا حاجی عبدالغنی شہیدؒ، اللہ تعالیٰ کے ان مقرب لوگوں میں سے تھے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ اچھائی کا ارادہ فرما چکے، چنانچہ آپ نے ہر دینی خدمت میں ہراول دستہ کا کردار ادا کیا، وہ درس وتدریس کی مجلس ہو یا وعظ ونصیحت کی، سیاسی محاذ ہو یا میدان جہاد، تحفظ ختم نبوت کا مسئلہ ہو یا تحریک نظام مصطفیٰ، غرض ہر میدان میں آپ کا نمایاں کردار رہا، اللہ رب العزت نے بیک وقت آپ کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا، عقل و دانش، فہم و فراست، صلاح وتقویٰ، اخلاص وایثار، اخلاق ومروت، مہمان نوازی، خلق خدا کی نفع رسانی وغیرہ کی بنا پر آپ ہر خاص وعام کی نظر میں محبوب ومعظم رہے، خاندان اور گاؤں کے تنازعات میں ان سے رجوع کیا جاتا تھا، جنہیں وہ بڑی خوش اسلوبی سے نمٹایا کرتے تھے، آپ کا پورا نام عبدالغنی بن میر عالم ہے، حاجی آپ کا خاص لقب بن گیا تھا، اپنے علاقہ میں آپ حاجی عبدالغنی کے نام سے معروف تھے۔

۱۳۵۹ھ بمطابق ۱۹۴۰ء میں ضلع قلعہ عبداللہ، تحصیل چمن میں پیدا ہوئے، بچپن ہی سے والد مرحوم کا سایہ شفقت سر سے اٹھ گیا تھا، تعلیم کی ابتدا چمن کی ایک جامع مسجد سے کی، آپ کے ابتدائی اساتذہ میں مولانا قاضی محمد حنیفؒ، مولانا نور محمد رحمہم اللہ قابل ذکر ہیں۔ مختلف فنون صرف ونحو، بلاغت ومنطق وغیرہ کے لئے آپ نے کوئٹہ، قندھار وغیرہ کا رخ کیا، وہاں آپ نے مطلوبہ فنون کے ماہرین کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کئے، آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا محمد صدیق، حضرت مولانا عبدالعزیز، حضرت مولانا نور احمد، حضرت مولانا جلال الدین غوری رحمہم اللہ تعالیٰ قابل ذکر ہیں۔

فنون کی منتہی کتب اور بالخصوص علم حدیث کے حصول کے لئے اساتذہ کرام کے مشورے سے آپ نے ازہر الہند دیوبند ثانی، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا انتخاب کیا، وہاں چار سال رہ کر بقیہ فنون کی تکمیل کی اور ۱۹۶۵ء میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کے شاگرد خاص محدث کبیر ولی کامل حضرت مولانا عبدالحق صاحب بانی جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک اور حضرت مولانا عبدالحلیم رحمہم اللہ سے دورۂ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

راقم الحروف کو حضرت حاجی صاحبؒ کی زیارت کا شرف طالب علمی کے زمانہ میں ہوا، راقم اس وقت جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کی شاخ مدرسہ تعلیم الاسلام گلشن عمر میں درجہ رابعہ یا خامسہ کا

طالب علم تھا، یہ زمانہ تحریک طالبان افغانستان کا ابتدائی دور تھا، غالباً حضرت حاجی صاحبؒ اسی سلسلہ میں کراچی تشریف لائے تھے، انہیں دنوں استاد محترم حضرت مولانا قاری مفتاح اللہ صاحب دامت برکاتہم استاذ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن و نگران اعلیٰ مدرسہ تعلیم الاسلام گلشن عمر سہراب گوٹھ کی ملاقات یا دعوت پر مدرسہ گلشن عمر بھی تشریف لائے تھے۔

حضرتؒ کا غائبانہ تعارف تو بلوچستان کے طلبا وعلماء سے زمانہ طالب علمی ہی سے بکثرت سنتے تھے، حضرت مرحوم کے خدوخال کا ذہن پر جو نقش اور تصور تھا، دیکھنے کے بعد اس سے کہیں بڑھ کر پایا، حقیقت یہ ہے کہ آپ باطنی کمالات کے ساتھ ساتھ ظاہری وضع قطع، عجز وانکساری میں قرون اولیٰ کی یادگار تھے، آپ کو اس قافلۂ حق کا فرد کہنا مبالغہ نہ ہوگا، جن کے علم و عمل پر زمانہ کو فخر ہے۔

حضرت حاجی صاحب شہیدؒ کی ذہانت واعلیٰ استعداد کا ایک واقعہ میں نے ایک مولانا صاحب کی زبانی سنا ہے (واللہ اعلم بحقیقۃ) کہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے طالب علمی کے دور میں حضوت نے کسی امتحان میں کسی مشکل کتاب (غالباً ہدایہ ثالث) کا پرچہ اس انداز سے حل کیا تھا کہ جوابی پرچہ اور متعلقہ کتاب کی عبارت وحواشی میں زیر وزبر کا فرق نہ تھا، متعلقہ استاذ نے جب آپ کا پرچہ چیک کیا، شک وشبہ پیدا ہونے پر کتاب سے جب اس کا تقابل کرایا تو حل شدہ پرچے اور کتاب کی عبارت میں فرق نہیں تھا، اس پر استاذ کا شک اور بڑھ گیا کہ شاید انہوں نے کسی خفیہ طریقے سے نقل کی ہوگی جب اس ساری صورت حال سے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کو مطلع کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا حل کوئی مشکل نہیں، یہی پرچہ اس طالب علم کو دوبارہ حل کرنے کے لئے دے کر الگ تھلگ بٹھادیا جائے، حسب ارشاد سوالیہ پرچہ انہیں دوبارہ دیا گیا، پرچہ دوبارہ نگران اساتذہ کے سامنے اسی سابقہ حال پر حل ہوا، چنانچہ تقابل کرانے پر دونوں پرچوں میں کوئی خاص فرق نہ تھا، قضیہ دوبارہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے دونوں پرچوں کو ملاحظہ فرمانے کے بعد فرمایا کہ یہ طالب علم کی اعلیٰ صلاحیت اور حد درجہ ذہانت ہے۔

چنانچہ حضرت شیخؒ نے انہیں امتیازی نمبرات سے نوازا اور اپنے اس ہونہار اور لائق وفائق شاگرد کا نتیجہ اپنے دفتر میں آویزاں کیا اور بطور فخر نو وارد مہمانوں کو دکھاتے اور فرماتے: ''الحمدللہ! ہمارے حقانیہ میں ایسے طلبا زیر تعلیم ہیں۔''

میں پہلے بھی اشارہ کر چکا ہوں کہ اگر یہ واقعہ مبنی برحقیقت ہے تو بلاشبہ اس سے شیخ الحدیث حضرت مولانا حاجی عبدالغنی شہیدؒ کی ذہانت وفطانت اور اعلیٰ درجہ کی صلاحیت وقابلیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

فراغت کے بعد آپ نے کوئٹہ کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ اسلامیہ شالدرہ سے اپنے تدریسی سفر کا آغاز فرمایا اور بہت ہی تھوڑے سے عرصہ میں ایک کامیاب ماہر تجربہ کار استاد کی حیثیت سے پہچانے جانے لگے، کوئٹہ اور آس پاس کے علاقوں کے علاوہ افغانستان کے مختلف صوبوں اور شہروں کے تشنگان علوم نبوت جوق در جوق اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے آپ کی طرف رجوع کرنے لگے اور تادم حیات آپ کے متوسلین وتلامذہ کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا۔ ۱۹۷۷ء میں احباب ومشائخ کے اصرار پر آپ نے اپنے آبائی علاقہ چمن میں تعلیم وتدریس کا سلسلہ شروع کیا اور ایک مدرسہ جامعہ اسلامیہ چمن کی بنیاد رکھی۔ اللہ رب العزت نے ان کے اخلاص میں برکت عطا فرمائی اور ان کی جامعہ کو قبولیت عامہ نصیب فرمائی جس کی بدولت تھوڑے ہی عرصہ میں وہ ایک کامیاب جامعہ کی حیثیت سے متعارف ہوا، آپ کے ذوق تدریس وجوہر تعلیم نے اپنی مقناطیسی کشش کے اثر سے دور دراز سے طلبا کو اپنی طرف کھینچنا شروع کردیا۔ عام مدارس دینیہ دس پندرہ سال کا طویل تعلیمی سفر طے کرنے کے بعد جس منزل پر پہنچتے ہیں، یہ نوزائیدہ مدرسہ دنوں اور مہینوں میں پہنچ گیا۔ جامعہ کے یوم تاسیس سے تادم حیات تیس پینتیس سال کے طویل عرصہ تک حضرت موصوف نے درس حدیث کی مسند کو رونق بخشی اور اس عرصہ میں ہزاروں علماء و مشائخ ان کی تربیت سے تیار ہوئے۔ یہ آپ کا طرۂ امتیاز تھا کہ دورۂ حدیث کی اکثر کتب حدیث (یعنی صحاح ستہ) آپ تن تنہا پڑھاتے، ہر سال آپ کے ہاں صرف دورۂ حدیث شریف میں پانچ سو سے زائد طلبا زیر درس ہوتے تھے۔

کوئٹہ اندرون بلوچستان اور قندھار وغیرہ آس پاس کے علاقوں میں علم حدیث کو فروغ دینے اور اس مبارک سلسلہ کو آگے بڑھانے میں آپ کی محنت بلامبالغہ رہتی دنیا تک یاد رہے گی۔ ان علاقوں میں علوم عقلیہ کے ماہرین صرف ونحو، بلاغت ومعانی کے ترکیبی موشگافیوں، عبارتی پیچیدگیوں کے غواص، منطق وفلسفہ کے دماغ چکرانے والے مشکل ترین فلسفیانہ ابحاث کے عقدہ کشائی کرنے والوں کی کمی یقیناً نہ تھی اور نہ ہے، لیکن علوم نقلیہ، قرآن وحدیث کی جو خدمت حق تعالیٰ شانہ نے آپ سے لی، وہ یقیناً آپ ہی کا خاصہ ہے۔ ادارے کے یوم تاسیس سے یوم وفات تک آپ علم حدیث کے محبوب مشغلہ سے جڑے رہے بلکہ ایک طرح سے زندگی اس کے لئے وقف کر رکھی تھی اور یہ آپ کی زندگی کا ایک اہم مشن تھا، اسی مشن پر حسب دستور گھر سے درس حدیث کے لئے جاتے ہوئے روڈ ایکسیڈنٹ میں شہادت کے

درجہ پر فائز ہو گئے۔

آپ کی سیاسی زندگی بھی جہد مسلسل سے عبارت تھی، فراغت کے بعد عملی طور پر سیاست کے میدان میں اترے، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود نوراللہ مرقدہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ، مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ جیسے اکابرین امت، اساطین علم و عمل، سیاست کے داؤ پیچ کے ماہرین کے دامن حق سے وابستہ ہو کر، اکابرین دیوبند کی روایات کی امین اور سیاسی نمائندہ جماعت جمعیت علماء اسلام کی رکنیت اختیار کی، پختہ عزم اور آپ کے خلوص کی برکت تھی کہ رکنیت سے لے کر امارت تک کے مختلف مراحل طے کیے، اسلامی سیاست سے بالفعل وابستہ حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ اسلامی سیاست بچوں کا کھیل نہیں بلکہ اس کی خاردار وادیوں میں بڑے بڑے شہسواروں کا دامن تار تار ہوتا ہے اور اپنے عزائم سے دست کش ہو کر مشکلات کے سامنے ہتھیار ڈال دیتے ہیں، لیکن عزیمت کے اس پیکر اور استقلال کے کوہ گراں کے پائے استقامت میں کہیں تزلزل نہ آیا، بلکہ اکابرین کے مشن کو مقصد زندگی بجھ کر اسے آگے بڑھایا، نشیب و فراز کو سیاسی زندگی کا حصہ سمجھ کر مشکلات سے نہیں گھبرائے، حالات سے کبھی مایوس نہیں ہوئے، بلکہ ایسے مواقع پر ڈٹ کر مقابلہ کیا، ۱۹۸۸ء اور ۱۹۹۷ء کے انتخابات میں جمعیت علماء اسلام کے ٹکٹ پر پشین قلعہ عبداللہ سے قومی اسمبلی کی نشست کے امیدوار نامزد کیے گئے اور بڑے بڑے جگادری قسم کے حریفوں کے مقابلہ میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہو کر قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔

آپ کی کامیاب زندگی کا ایک اہم ترین حصہ آپ کے جہادی کارنامے ہیں، جہاد افغانستان، تحریک طالبان میں آپ کی لازوال قربانیاں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں، آپ اس میدان کے نڈر علمبردار اور سچے داعی تھے۔

بہرحال اسلام کا یہ سچا سپاہی درویش صفت، بزرگ، اکابرین کی زندہ تصویر، سلف کی روایات کے امین، باشعور سیاستدان ۷۱ سال کی عمر میں راہی ملک بقا ہوئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

☆☆..............☆☆

خاتم الانبیاء آپ ﷺ کہلائے ہیں

آپ ﷺ سے پہلے جو بھی نبی آئے ہیں آپ ﷺ جیسی وہ عظمت کہاں پائے ہیں
چاند تارے زمیں پر اتر آئے ہیں آپ ﷺ دنیا میں تشریف جب لائے ہیں
فرش سے عرش تک نور ہی نور ہے ہر طرف نیکیوں کے حسیں سائے ہیں
ہر بُرائی مٹی، پھول دل کے کھلے آپ ﷺ نے دشت میں رنگ برسائے ہیں
جو سفینے تھے طوفاں میں اٹکے ہوئے آپ ﷺ نے وہ کنارے پہ پہنچائے ہیں
آپ ﷺ جیسی کسی کو نہ عظمت ملی خاتم الانبیاء آپ ﷺ کہلائے ہیں
سارے غم مٹ گئے دل کو خوشیاں ملیں بن کے رحمت ہمارے نبی ﷺ آئے ہیں
شرک حیران ہے کفر ویران ہے آپ ﷺ نے معجزے ایسے دکھلائے ہیں

نعتِ احمد ﷺ سنائیں گے کہتے ہیں سب
جب لئیق اعظمی بزم میں آئے ہیں

لئیق اعظمی...اعظم گڑھ

مدرسۂ نبوت کا فیض

مولانا زین العابدین

اللہ جل جلالہ نے وحی اور نبوت کے ذریعے اپنے پیغمبروں کو انسانیت کی اصلاح و تکمیل پر مامور فرمایا۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی یہی کوشش رہی کہ اس انسان میں درست یقین، عمدہ ملکات و اخلاق پیدا کر کے اس سے خلافتِ الٰہی کا کام لیا جائے۔ آدم سازی کی اس تاریخ میں سب سے زیادہ اور روشن کارنامہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ آپ نے تعمیر انسانیت کا کام جس مقام سے شروع کیا اور پھر انسانیت کو جس مقام تک پہنچایا، تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ علیہ السلام نے اسلام کی شمع کو روشن کیا، مفلوج انسانیت کو سہارا دیا، انسانیت کی آنکھیں کھولیں، قرآن کریم کے ذریعے بندوں کو اللہ تعالیٰ سے ہم کلام کیا، خیالات میں وسعت پیدا کی، نظروں کو نور عطا کیا، لازوال، کشادہ، وسیع، جامع اور عادلانہ شریعت کو عام کیا، جن سے انسانی ذہن و صلاحیتوں نے نئے گلشن آباد کیے۔

یہ آپ علیہ السلام کے علم و تربیت ہی کا فیض تھا کہ ایسے افراد پیدا ہوئے، جن میں سے ہر ایک اپنی ذات میں نبوت کا شاہکار تھا، ان کا یقین پختہ، گہرا علم، قلب صادق، بے تکلف زندگی، ان کی بے نفسی، خدا ترسی، للّٰہیت، حیاء و پاکبازی، ان کی شفقت، ان کی شجاعت، ان کا ذوقِ عبادت اور شوقِ شہادت، ان کی شہسواری اور شب بیداری، ان کا عدل و حسن انتظام یعنی ایک ایسی حقیقت کہ اگر تاریخ شہادت نہ پیش کرتی تو ہمارا کمزور ایمان اسے شاعرانہ تخیل کہتا، ہماری عقل کا پیمانہ اس اٹل حقیقت کو افسانہ کہتا، لیکن یہ ایک تاریخی حقیقت ہے، ایک ایسا عظیم انسانی معاشرہ جس میں نبوت کے اعجاز نے حیرت انگیز اوصاف و کمالات پیدا کر دیئے تھے، ان کا ظاہر و باطن ایک تھا، ان میں کوئی عہدیدار ہوتا تو وہ مشفق باپ ہوتا، اگر کوئی قاضی ہوتا تو سراپا عدل ہوتا، مزدور ہوتا تو مستعد و فرض شناس ہوتا، اگر فقیر ہوتا تو صابر ہوتا، غنی ہوتا تو محسن و شاکر ہوتا، اگر عالم ہوتا ایسا علم کا دریا ہوتا جو ہر ایک کی پیاس بجھانے کا حریص ہو۔

الغرض انسانیت بہت بلند مقام تک جا پہنچی تھی، دنیا کی سب سے نازک حساس اور اہم ترین ذمہ داری جب ان کے سپرد ہوئی اور وہ حکمران بنے تو بھی زہد و تقویٰ، فقر و فاقہ، ایثار و قربانی، سادگی اور جفاکشی کی وہ تصویر پیش کر گئے کہ دنیا حیرت میں پڑ گئی، ایسا کیوں کر نہ ہوتا یہ مدرسۂ نبوت سے فیض یافتہ جو تھے، انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ راتیں اور دن یاد تھے جب آپ علیہ السلام بھوک کی شدت سے کروٹیں بدل رہے تھے، انہیں طائف کے پتھر اور رسول خدا کے جسم سے بہتا لہو یاد تھا، انہیں احد کا لہو یاد تھا، ہاں انہیں وہ وقت یاد تھا جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کی ہوئی روشنی جھونپڑوں اور محلات میں یکساں جگمگا رہی تھی، مدینہ کے ہر گھر میں آپ علیہ السلام کا جلایا ہوا چراغ جل رہا تھا، مگر جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے پردہ فرما گئے اس رات آپ علیہ السلام کے گھر کا چراغ مانگے ہوئے تیل سے جل رہا تھا، انہیں یہ سب یاد تھا، وہ اخلاص کے پیکر بنے اسلام کی زندہ تصویر، آئیے! ذرا مدرسۂ نبوت سے فیض یافتہ اور علم حاصل کرنے والوں کے چند واقعات پڑھ لیجئے!

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور تھا، آپ کی اہلیہ کو کسی میٹھی چیز کی خواہش ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ ہمارے پاس اتنا نہیں کہ اس سے میٹھا خرید سکیں، اہلیہ محترمہ نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو میں روزمرہ خرچ میں سے کچھ دام بچالوں؟ فرمایا: جمع کرلو، وہ فرماتی ہیں کہ ایسا ہی کیا گیا، کچھ دنوں میں چند پیسے جمع ہو گئے تو امیر المومنین کو دیئے کہ شیرینی لا دو۔ حضرت نے اس کو لے کر بیت المال میں داخل کر دیا اور کہا کہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ اس سے کم میں ہمارا کام چل سکتا ہے، لہٰذا آئندہ سے روزانہ اتنا کم کر کے دیا جائے اور بیت المال کو اپنی ملکیت میں سے اتنا دلوا دیا جو روزانہ کی ضرورت سے زیادہ لیا کرتے تھے۔ یہ اس عظیم حکمران اور خلیفہ کا حال ہے جنہوں نے فتنۂ ارتداد کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا، جنہوں نے فتوحات اسلامیہ کے دروازے کھولے، یہی وہ بنیاد تھی جس سے اسلام کا سیل رحمت بہا اور پورا عالم اس سے فیض یاب ہوا۔

ان کے بعد عہد فاروقی آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بنتے ہی عام اجازت دی کہ میری جو بات قابل اعتراض ہو سر دربار مجھے ٹوک دیا جائے، آپ نے عام اعلان کر دیا کہ: ’’احب الناس الی من رفع الی عیوبی ‘‘... سب سے زیادہ میں اس شخص کو پسند کروں گا جو میرے عیوب پر مجھے مطلع کردے... یہ عظیم حکمران جس کی ہیبت و رعب سے بڑے بڑے جابر فرمانروا لرزتے تھے، ان کے لباس کا یہ حال تھا کہ پیوند پر پیوند لگے ہوئے تھے اور پیوند بھی کبھی چمڑے کے اور کبھی ٹاٹ کے۔ حضرت زید بن

ثابتؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے سترہ پیوندان کے لباس میں شمار کیے۔

ایک مرتبہ بحرین سے مشک کے نافے آئے، حضرت نے فرمایا: کوئی عورت تول دیتی تو میں اس کو تقسیم کردیتا۔ آپ کی بی بی حضرت عاتکہؓ نے عرض کیا کہ میں وزن کردیتی ہوں، آپ نے جواب میں جو فرمایا تاریخ اس سے حیران ہے، فرمایا: ”مجھے پسند نہیں کہ تم ترازو کے پلڑے میں مشک رکھو اور وہ تمہارے ہاتھ کو لگے اور تم اسے اپنے اوپر مل لو، اس طرح تمہیں عام مسلمانوں کے مقابلے میں زیادہ حصہ پہنچ جائے گا۔“

ایک دن کوفہ کا گورنر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؓ نے انہیں اپنے گھر کے اندر ہی طلب کرلیا، دیکھا جَو کی روٹیاں اور زیتون کا تیل سامنے رکھا ہے اور کھارہے ہیں، وہ حیرت زدہ ہوکر بولے: امیرالمومنین! آپ کی مملکت میں گیہوں وافر مقدار میں پیدا ہوتا ہے اور آپ جَو کی روٹی کھارہے ہیں؟ فرمایا: کیا گیہوں اتنی مقدار میں پیدا ہوتا ہے کہ مملکت کا ہر فرد اس کی روٹی کھاسکتا ہو؟ گورنر نے جواب دیا کہ ایسا تو نہیں ہے تو آپ نے عجیب بات فرمائی، فرمایا: مسلمانوں کا امیر گیہوں کی روٹی اس وقت تک کیسے کھاسکتا ہے، جب تک ہر مسلمان کو یہ روٹی میسر نہیں آتی۔ آگے چلئے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا زمانۂ خلافت ہے، حضرت کے گھر میں محلے کی ایک عمر رسیدہ خاتون داخل ہوئیں، دیکھا کہ امیرالمومنین کی زوجہ صحن میں بیٹھی ہیں اور پاس ہی ایک شخص، پاؤں سے مٹی کا گارا بنارہا ہے تاکہ گھر کی لپائی ہوسکے، وہ خاتون بولیں: اے امیرالمومنین کی بیوی، آپ پردہ کرلیں، مزدور کے سامنے بے پردہ بیٹھی ہو، تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ مزدور نہیں امیرالمومنین خود ہیں، جو مٹی کا گارا بنارہے ہیں۔

سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ علیہ کردستان کے پہاڑوں سے لیکر صحرائے نوبہ تک حکومت کرنے والا مشرق وسطیٰ کا یہ عظیم حکمران دنتاریخ شہادت دیتی ہے کہ سلطانؒ پر زکوٰۃ فرض ہونے کی ساری عمر نوبت نہیں آئی، ساری دولت صدقات و خیرات میں خرچ ہوئی۔ وراثت میں صرف ۴۷ درہم ناصری اور ایک سونے کا سکہ چھوڑا باقی کوئی جائیداد، مکان، باغ نہیں تھا۔ قبلۂ اول کو آزاد کرانے والا یہ عظیم جرنیل زیارت بیت اللہ اور حج کی تمنا رکھتا تھا۔ مگر زادوراہ کی رقم میسر نہ ہونے کی وجہ سے یہ تمنا دل میں لئے دنیا سے رخصت ہوئے، ان کی تجہیز وتکفین کے لئے پیسے نہ تھے، سارا سامان قرض سے لیا گیا، یہاں تک کہ قبر کے لئے گھاس بھی قرض لی گئی۔ اسلام اپنی آغوش میں بکثرت ایسے مردان خدا کو لئے ہوئے ہے، مدرسۂ نبوت کا کیا فیض تھا، یہ کیسی تعلیم تھی کہ ایسے درویش صفت اور زاہد سیرت حکمران پیدا ہوئے، جن کی نظیر تارک الدنیا درویشوں اور گوشہ نشین فقیروں کے یہاں بھی نہیں ملتی ہے۔

☆☆..........☆☆

مرزا قادیانی کی کتابیں اس کی کذب بیانی کا منہ بولتا ثبوت ہیں: محمد حسین ناصر

کندرا (رپورٹ: محمد مبشر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے کندرا ابیلو گوٹھ مدرسہ اشاعت الاسلام میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ مرزا قادیانی کی کتابیں اس کی کذب بیانی کا منہ بولتا ثبوت ہیں، جو تضادات سے بھری پڑی ہیں۔ مرزا قادیانی کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ جھوٹ کا پلندا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان تو بہت بلند ہے جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی خود تسلیم کرتا ہے کہ میں تو شریف انسان بھی نہیں، بلکہ میں تو انسانوں کی عار ہوں:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

ٹھل کی جامع مسجد فاروق اعظم میں خطبہ دیتے ہوئے مولانا نے کہا کہ قادیانی اپنے اکھنڈ بھارت کے عقیدہ پر ابھی تک قائم ہیں۔ قادیانی اپنے مُردوں کو امانتاً پاکستان میں دفن کرتے ہیں، ان کا الہامی عقیدہ ہے کہ ایک دن پاکستان دوبارہ ہندوستان سے مل جائے گا اور ہم اپنے مُردوں کو نکال کر قادیان لے جائیں گے۔ لقمان گوٹھ ٹھل میں مدرسہ عثمانیہ میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر پوری دنیا میں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کررہے ہیں اور لوگوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین دعوتی وتبلیغی انداز میں فتنۂ قادیانیت کا تعاقب جاری رکھیں گے۔

افتتاح دفتر ختم نبوت پختون آباد

کراچی (عارف اللہ شمشیر) آج الحمدللہ! ۱۳/جنوری ۲۰۱۲ء بروز جمعہ مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا قاضی احسان احمد نے جامع مسجد عثمان غنیؓ پختون آباد، منگھوپیر میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کیا۔ بعدازاں علاقائی یونٹ پختون آباد میں دفتر ختم نبوت کا باقاعدہ افتتاح کیا گیا۔ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے افتتاحی بیان میں مقامی کارکنان ختم نبوت اور احباب کو قیمتی نصائح کیں۔ اس موقع پر ساتھیوں سے اس دفتر کے اوقات کے بارے میں مشاورت کی گئی۔ دفتر کو کھلا رکھنے کے لئے مختلف حضرات کو ذمہ داری سونپی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ مقامی جماعت کے عہدیداران کا انتخاب بھی عمل میں آیا۔ جو مندرجہ ذیل ہے:

امیر... مفتی امداداللہ، جنرل سیکریٹری... عارف اللہ شمشیر،
ناظم نشرواشاعت... قاری سعیداللہ شمشیر،
ناظم تبلیغ... مولانا صاحب اللہ، خازن... محمد علی۔

دل کی زندگی اور توانائی

مولانا محمد اسجد قاسمی

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں قلب کے متعلق کافی معلومات ملتی ہیں۔ قلب کی شکل و صورت' اجزاء و عناصر' ہر جزو کا کام وعمل' مختلف حیوانات کے دلوں کا فرق' دلوں کو لاحق ہونے والے امراض اور ان جیسی متعدد چیزوں کا بیان کیا گیا ہے' ظاہر ہے کہ یہ تمام تر تفصیلات قلب کے ظاہری و مادی افعال و اعمال سے متعلق ہیں' ان کی روشنی میں قلب کے باطنی اور روحانی حالات اور اعمال سے باخبر نہیں ہوا جاسکتا۔

جسم انسانی میں دل کو جو مرکزیت حاصل ہے وہ کسی اور عضو انسانی کو نہیں۔ پورے انسانی جسم کے صلاح وفساد کا مدار دل کو قرار دیا گیا ہے۔ ہے تو یہ ایک مختصر سا گوشت کا لوتھڑا مگر اس کی درستی پر پورے جسم کی درستی اور اس کے بگاڑ پر پورے جسم کا بگاڑ موقوف ہے' یہی مضمون بخاری کتاب الایمان میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں بھی جابجا قلب اور فواد کا تذکرہ فرمایا گیا ہے' اخلاقیات کے باب میں دلیری اور بزدلی کا تعلق دراصل دل ہی سے ہے' حضرت علیؓ کو بہادری اور دلیری ہی کی وجہ سے اسد اللہ (اللہ کا شیر) اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کہا جاتا ہے' اسی طرح کسی تکلیف دہ' دل دوز منظر اور حادثہ پر اشک بار اور متاثر ہونا' کسی محتاج ومعذور سے متاثر ہوکر اس کی مدد کرنا رحم دلی' نرم دلی اور رقت قلب ہے جب کہ اس کے خلاف کرنا سخت دلی' قساوت قلب اور بے رحمی ہے' حق کو قبول کرنا قلب کی سلامتی کی دلیل ہے اور حق سے انکار قلب کی قساوت کی دلیل ہے' کفار کے انکار حق پر تبصرہ کرتے ہوئے قرآن ان کی قساوت قلبی کا تذکرہ کرتا ہے:

'' آخر کار تمہارے دل سخت ہوگئے' پتھروں کی طرح سخت' بلکہ سختی میں ان سے بڑھے ہوئے' کیونکہ پتھروں میں سے تو کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جس میں سے چشمے پھوٹ بہتے ہیں' کوئی پھٹتا ہے اور اس میں سے پانی نکل آتا ہے اور کوئی خدا کے خوف سے لرز کر گر بھی پڑتا ہے' اللہ تمہارے کرتوتوں سے بے خبر نہیں ہے۔'' (البقرہ:۷۴)

قرآن کا بیان یہ ہے کہ جو دل حق شناس نہ ہوں وہ مردہ اور اندھے ہیں' انہیں زندہ اور بینا کرنے کی ضرورت ہے:

دل مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کرو دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

قرآن کہتا ہے:

''اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جہنم ہی کے لئے پیدا کیا ہے' ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں۔''

(الاعراف:۱۷۹)

کفار ہی کو مخاطب کرکے کہا گیا:

''کیا یہ لوگ زمین میں چلتے

حسن خاتمہ

امام ابوزرعہ مشہور محدث اور فقیہ گزرے ہیں' ان کے انتقال کے وقت ابوجعفر تستری' ابو حاتم' محمد بن مسلم' منذر بن شاذان اور علماء کی ایک جماعت موجود تھی ان لوگوں کو تلقین میت کی حدیث کا خیال آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: ''اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو'' مگر ابوزرعہ سے شرما رہے تھے اور ان کو تلقین کی ہمت نہیں رہی تھی' آخر سب لوگوں نے تلقین والی حدیث کا مذاکرہ شروع کیا محمد بن مسلم نے ابتداء کی: ''حدثنا الضحاک بن مخلد عن عبدالحمید بن جعفر'' اور اتنا کہہ کر وہ رک گئے' باقی حضرات نے بھی خاموشی اختیار کی' اس پر ابوزرعہ نے اسی جانکنی کے عالم میں روایت اپنی پوری سند کے ساتھ بیان کیا اور: ''من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ'' اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ طائر روح قفس عنصری سے عالم قدس کی طرف پرواز کرگیا۔ پوری حدیث یوں ہے: ''من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ'' (جس کی زبان سے آخری الفاظ لا الہ الا اللہ نکلے وہ جنت میں داخل ہوگا)۔

(بحوالہ کتاب کی درسگاہ میں ص:۶۸)

توجہ فرمائیں

فتنۂ قادیانیت اور دیگر باطل فتنوں سے باخبر رہنے کے لئے ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کا مطالعہ کیجئے۔ اس کے خریدار بنیئے اور دیگر دوست واحباب کو بھی اس طرف توجہ دلائیں۔ ہفت روزہ ''ختم نبوت'' میں اشتہار دے کر جہاں آپ اپنی تجارت کو فروغ دیں گے وہاں آپ اس کار خیر میں شریک ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دیرینہ محبت وتعلق کی بنا پر قیامت کے دن باعث شفاعت کا ذریعہ بھی بنیں گے۔

پھرتے نہیں ہیں کہ ان کے دل سمجھنے والے یا ان کے کان سننے والے ہوتے؟ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتی مگر وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔'' (الحج:۴۶)

اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دعائے غیر مستجاب' نفس ناآسودہ اور علم غیر نافع سے پناہ خواہی کے ساتھ ہی اللہ سے نہ ڈرنے والے اور حقیقت ناشناس دل سے بھی پناہ مانگا کرتے تھے۔

جسمانی' مادی اور طبی لحاظ سے کافر' بزدل' حق ناشناس' بخیل وحریص کا دل مسلمان' بہادر' حق شناس' سخی اور فیاض کے دل سے بہتر اور صحت مند ہوسکتا ہے لیکن باطن اور روحانی لحاظ سے ایسا بھی نہیں ہوسکتا' روحانی اعتبار سے دل جذبات محبت و نفرت' کبر وتواضع' رحمت وقساوت وغیرہ کا مرکز ہوتا ہے' اگر ایک طرف مادی لحاظ سے وہ پورے جسم میں خون کو گردش دینے والی رگوں کا مرکز ہوتا ہے اور فاسد خون اور مادہ کی اصلاح کرتا ہے تو دوسری طرف روحانی اعتبار سے وہ افراد انسانی کے درمیان رابطہ وتعلق کا مرکز ہوتا ہے اور مختلف جذبات کو یکجا کردیتا ہے' دل کی روحانی اعتبار سے اصل غذا محبت ہے اس میں اخلاق عالیہ اور اعمال حسنہ مثلاً اخوت' اتحاد' مواسات ومساوات' مروت' رحم دلی وغیرہ سب کی محبت بھی شامل ہے' فطری اور فنی ہر طرح کی خوبصورتی سے محبت بھی اس میں داخل ہے' ایمان کا تعلق بھی قلب کی تصدیق سے ہے' اس لئے کہ ایمان اللہ ورسول کی اطاعت ومحبت ہی سے عبارت ہے' نعت وغزل کا مرکزی سکون بھی دل ہے' کیونکہ دونوں محبت کی بنیادوں پر استوار ہوتی ہیں' رحمت کا اصل مرکز بھی دل ہے کیونکہ وہ کمزور مجبور کی محبت سے عبارت ہے۔ انسانیت کی اساس بھی دل پر ہے کیونکہ انسانیت کے معنی ہی یہی ہیں کہ رنگ ونسل' حسب ونسب' وطن وقوم اور دیگر تمام امتیازات وتعصبات کو بالائے طاق رکھ کر ہر انسان سے محبت وتعلق ہو۔

محبت کی یہ غذا اگر دل کو صحیح طرح سے دی جاتی ہے تو روحانی لحاظ سے دل توانا ہوتا چلا جاتا ہے' جب کہ یہ غذا اگر غلط طرح سے ملے مثلاً جاہ و منصب اور اقتدار وشہرت یا مال ودولت کی محبت دل میں آجائے تو پھر یہ غذا دل کے لئے سازگار نہیں ہوتی اور دل کی روحانی موت کا سامان ثابت ہوتی ہے۔

افراد کے مختلف دلوں سے قطع نظر امت کا ایک مشترک دل بھی ہوتا ہے جو اگر پوری طرح زندہ وتوانا ہو تو ہر فرد امت دوسرے پر آنے والی افتاد سے چوٹ اور کسک محسوس کرتا ہے' اسی کو حدیث میں یوں بیان کیا گیا ہے:

''آپسی تعلق ومحبت اور رحمت و نرمی میں مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی ہے کہ اس کے ایک عضو کو اذیت پہنچتی ہے تو پورا جسم اسے محسوس کرتا ہے۔''

ایسے ہی ایک مسلمان بھی اگر کہیں آفت زدہ ہوتا ہے تو امت کا ہر فرد اس سے متاثر اور مضطرب و دل گرفتہ ہوتا ہے۔

دوسرے بھائی کی کسی بھی مصیبت پر دل گرفتگی اور اس کے ازالہ کی حتی المقدور امکانی جدوجہد قلب کی روحانی زندگی اور توانائی کی دلیل ہے اسی کی روشنی میں ہم اپنے دلوں کا اندازہ کرسکتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں یا مردہ۔

آج امت کو ہر چہار جانب سے جن خطرناک حالات اور مسائل کا سامنا ہے اور جس طرح وہ نشانہ ظلم وظلم بنائی جارہی ہے ایسی صورتحال میں اگر ہر فرد امت متحد ہوکر ان مسائل کے حل اور مصائب کے ازالہ اور ظلم کے خاتمہ وانسداد کی ہر ممکن کوشش کرے تو یہ امت کے مشترک دل کی زندگی وتوانائی کی دلیل بھی ہے اور حالات سدھرنے کی ضمانت و بشارت بھی' جب کہ بصورت دیگر مردہ دلی سے نہ تو کوئی مسئلہ سلجھ سکتا ہے اور نہ حالات سدھر سکتے ہیں۔

☆☆..........☆☆

قارئین اور جماعتی احباب متوجہ ہوں

قارئین اور دیگر جماعتی احباب سے اپیل ہے کہ قادیانیوں کی شرانگیز سرگرمیوں اور ان کی ارتدادی تبلیغ کی اطلاع ملتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی دفتر کو اس سے آگاہ کریں تاکہ قادیانیوں کی اس فتنہ انگیزی کا بروقت سدباب کیا جاسکے اور مسلمانوں کے ایمان کو بچایا جاسکے۔

امراضِ مرزا قادیانی!

”روئے زمین پر کچھ لوگ تو وہ ہوتے ہیں جو وقتی ابتلاؤ آزمائش میں صرف اس لئے ڈالے جاتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان و یقین کا امتحان لے کر اپنی سرخروئی سے سرفراز فرمائے لیکن کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ان کے سیاہ کارناموں کے باعث ڈھیل دیتا ہے، پھر جب اللہ کی پکڑ آتی ہے تو فرار کے تمام راستے مسدود ہو جاتے ہیں اور عاصی و طاغی شخص روئے زمین پر عبرت کا مرقع بن جاتا ہے۔

مرزا قادیانی بھی انہی لوگوں میں سے ایک تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے ڈھیل دی اور جب پکڑ فرمائی تو عاد و ثمود کی طرح مرزا قادیانی کا عبرت کا مجسمہ بن گیا، اس کے گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے متضاد دعاوی کی طرح اس کو لاحق امراض بھی کچھ اس قسم کے تھے کہ یونان کے حکماء اور بنگال کے جادوگر بھی سر پکڑ کر بیٹھ جائیں۔ ذیل کے مضمون میں مرزا قادیانی کی مختلف النوع اور سب رنگ بیماریوں کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔“ (ناصر الدین مظاہری)

تیسری قسط

مولانا نور محمدؒ تانڈوی

ضعف باہ اور نامردی:

(۱) اس نہایت درجہ کے ضعف میں جب نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے افسوس کیا کیونکہ میری حالت مردی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ (نزول المسیح ص۲۰۹ کا حاشیہ تریاق القلوب ص۱۰۵، ۲۶۱)

(۲) ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی کہ صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں انعوظ (ایستادگی و خیزش) نکل جاتا رہتا تھا شاید قلت حرارت عزیزی اس کا موجب تھی۔ (مکتوبات احمدیہ ص۱۴ ج۲/۵)

(۳) جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔ (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ۲ ط ۱۴)

دوران سر اور ہسٹریا کے سخت دورے:

(۱) بیان کیا مجھے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (یعنی والد صاحب) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اول کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا...... اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے خاکسار نے پوچھا دوروں میں کیا ہوتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا، اس وقت آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوئے تھے پھر اس کے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہ رہی اور کچھ طبیعت عادی ہو گئی۔

(سیرۃ المہدی ص۱۳ ج۱)

(۲) خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور برد اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانے میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی۔ (سیرۃ المہدی ص۱ ج۱)

(۳) ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں مثلاً کام کرتے کرتے یک دم ضعف ہو جانا چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا، گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا ایسا معلوم ہوتا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ ذلک۔

(سیرۃ المہدی ص۵۵ ج۲)

(۴) بیان کیا مجھے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کیے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا، اس لئے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا اس کے بعد جو رمضان آیا یہ آپ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے مگر وفات سے دو تین سال قبل نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔ (سیرۃ المہدی ص۵۱ ج۱)

(۵) بیان کیا مجھے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اوائل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سخت

دورہ پڑا کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد کو بھی اطلاع دیدی اور وہ دونوں آگئے پھر ان کے سامنے ہی حضرت (مرزا صاحب کو) دورہ پڑا۔

(سیرۃ المہدی ص۴۲ ج۱)

عام خرابی صحت اور بیماریوں کی ہمیشگی:

(۱) میں ایک دائم المرض آدمی ہوں... ہمیشہ دردسر اور دوران سر اور کمی خواب اور دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ (ضمیمہ اربعین ۳،۴ص۴)

(۲) میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور دردسر مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں۔ (تریاق القلوب ص۳۵)

(۵) عرصہ تین چار ماہ سے میری طبیعت نہایت ضعیف ہوگئی ہے بجز دو وقت ظہر و عصر نماز کے لئے بھی نہیں جاسکتا اور اکثر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوں اور اگر ایک سطر بھی کچھ لکھوں یا فکر کروں تو خطرناک دردسر شروع ہوجاتا ہے اور دل ڈوبنے لگتا ہے جسم بالکل بے کار ہورہا ہے اور جسمانی قویٰ ایسے مضمحل ہوگئے ہیں کہ خطرناک حالت ہے گویا مسلوب القویٰ ہوں اور آخری وقت ہے ایسا ہی میری بیوی دائم المریض ہے امراض رحم وجگر دامن گیر ہیں۔ (اخبار بدر قادیان جلد۲ص۲۱ از آئینہ احمدیت ص۱۸۶ مؤلفہ دوست محمد لاہوری)

(۱) بیان کیا مجھے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب (حال عبدالرحیم قادیانی) ایم اے کہ ایک دفعہ والد صاحب (مرزا جی) سخت بیمار ہوگئے اور حالت نازک ہوگئی اور حکیموں نے نا امیدی کا اظہار کردیا اور نبض بھی بند ہوگئی۔ (سیرۃ المہدی ص۲۰۳ ج۱)

(۵) مخدومی مکرمی حضرت مولوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اور اس عاجز کی طبیعت آج سے بہت علیل ہو رہی ہے ہاتھ پاؤں بھاری اور زبان بھی بھاری ہو رہی ہے مرض کے غلبے سے نہایت لاچاری ہے۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ۴ص۲۲۱)

(۶) مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل سے میری طبیعت علیل ہوگئی ہے کل شام کے وقت مسجد میں اپنے تمام دوستوں کے روبرو جو حاضر تھے سخت درجہ کا عارضہ لاحق حال ہوا اور ایک دفعہ تمام بدن سرد اور نبض کمزور اور طبیعت میں سخت گھبراہٹ شروع ہوئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا زندگی میں ایک دو دم باقی ہیں۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ص۲۸ حصہ اول)

(۷) عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بباعث علالت طبع چند روز جواب لکھنے سے معذور رہا، میری کچھ ایسی حالت ہے کہ ایک دفعہ ہاتھ پیر سرد ہوکر اور نبض ضعیف ہوکر غشی کے قریب قریب حالت ہوجاتی ہے اور دوران خون ایک موقعہ ٹھہر جاتا ہے جس میں اگر خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو موت کا اندیشہ ہوتا ہے تھوڑے دنوں میں یہ حالت دو دفعہ ہوچکی ہے آج رات پھر اس کا سخت دورہ ہوا۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ۴ص۱۰۸)

(۸) بعض اوقات میں ایسا بیمار ہوگیا کہ یہ وہم گزرا کہ شاید دو تین منٹ جان باقی ہے اور خطرناک آثار ظاہر ہوگئے۔ (حوالہ مذکور ص۱۱۵)

مراق اور ہسٹریا:

(۱) مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ دیکھو میری بیماری کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اتر پڑے گا تو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کی دھڑ کی اور ایک نیچے کی دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔

(رسالہ تشحیذ الاذہان جلد۱ بابت ماہ جون ۱۹۰۶ء

۱۵ اخبار بدر قادیان جلد۲،۲۳، جون ۱۹۰۶ ص۵ کالم)

(۲) میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں تاہم آج کل کی مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کرکے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے اور دوران سر کا دورہ زیادہ ہوجاتا ہے۔ (کتاب منظور الٰہی ص۳۲۸)

(۴) حضرت مرزا صاحب نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مجھ کو مراق ہے۔ (ریویو اگست ۱۹۲۶ء ص۶)

(۵) ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھے بیان کیا کہ بیٹے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ (سیرۃ المہدی ص۵۵ جلد۲)

مرزا صاحب کو کیوں مراق ہوا

(۱) مراق کا مرض (مرزا) صاحب میں موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثر کے ماتحت پیدا ہوا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت تفکرات، غم اور بدہضمی تھا جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعہ ہوتا تھا۔ (رسالہ ریویو ماہ اگست ۱۹۲۶ء ص۱۰)

(۲) حضرت صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، دردسر، کمی خواب، تشنج دل اور بدہضمی اسہال کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا وہ عصبی کمزوری تھا۔

(رسالہ ریویو قادیان ماہ مئی ۱۹۲۷ء ص۲۶۷)

(۳) مرض مراق حضرت (مرزا) صاحب کو ورثہ میں نہیں ملا پس حضرت صاحب کی زندگی کے حالات کے مطالعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان میں

مراقی علامات کے دو بڑے سبب تھے اول کثرت سے دماغی محنت تفکرات قوم کا غم اور اس کی اصلاح کی فکر دوسرے غذا کی بے قاعدگی کی وجہ سے سوءِ ہضم اور اسہال کی شکایت۔ (رسالہ ریویو اگست ۱۹۲۶ء ص ۹)

مرضِ مراق کی خاندان مرزا سے شدید محبت:

اس مرض مراق کو مرزا صاحب سے ایسی شدید محبت تھی کہ جنون کی حد سے گزر گئی تھی اور وہ کسی حال میں مرزا صاحب سے جدائی اور اس کی مصیبتوں کو گوارہ کرنے کے لئے تیار نہیں تھا، چنانچہ اس نے دیکھا کہ عنقریب مرزا صاحب معشوقانہ انداز میں اپنی بے وفائی کا ثبوت اس طرح دیں گے کہ اس دنیا کو چھوڑ کر وہ دوسری دنیا میں چلے جائیں گے تو اس نے ان کے جیتے ہی جی مرزا صاحب کی بیوی صاحبہ کا دامن پکڑ لیا اور ایک مدت تک وصال اور بستر عیش کی لذت آفرینوں سے مسرور و محظوظ ہوتا رہا اور جب اس نے دیکھا کہ ہمارا یہ معشوق بھی پہلے معشوق کے نقش قدم پر چل کر ہم کو چھوڑ دے گا اور جدائی کے صدموں میں مبتلا کر دے گا اس نے فوراً اپنی محبت اور پریم کا سلسلہ مرزا صاحب کے پیارے و چہیتے اور الہامی صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی سے جوڑ لیا اور الحمدللہ! آج تک ان دونوں (مرض مراق اور مرزا محمود صاحب) میں کسی قسم کی کوئی شکر رنجی و معمولی سی بھی کوئی کشیدگی نہیں ہوئی۔ اور دن عید اور رات شب برات کی طرح مسرت و شادمانی کے ساتھ گزر رہی ہے اللہ تعالیٰ نظر بد سے بچائے اور ان دونوں (مرض مراق و مرزا محمود) کی جوڑی کو دیر تک سلامت رکھے تاکہ مرزائیت کے لئے (این خانہ ہمہ مراق است) کا فخریہ جملہ قائم و دائم رہے مرزا صاحب کے ساتھ مراق کی داستان محبت آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں اب آپ اس کی محبت جو آپ کی بیوی صاحبہ کے ساتھ تھی مرزا صاحب ہی کے منہ سے بادل نخواستہ حال رقیب سنئے تاکہ آپ مرض مراق کے بارے میں یہ کہہ سکیں کہ عمر بھر میں ایک ہی تو اس سے دانائی ہوئی۔

صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کے ساتھ مراق کا عشق:

(ا) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (میاں محمود احمد قادیانی) نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔ (ریویو قادیان اگست ۱۹۲۶ء، ص:۱۱)

(جاری ہے)

تمہارے دم سے ہی دنیا میں اخلاقی نظام آیا

محمد مصطفیٰ ﷺ فخرِ رُسل کا جیسے نام آیا
فرشتوں اور خدا کا عرشِ اعظم سے سلام آیا

اجالا ہوگیا محفل میں ان کے روئے انور سے
کبھی جب بزم میں وہ حسنِ کل ماہِ تمام آیا

ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ سب چاند تارے ہیں
انہیں تاروں کے جھرمٹ میں ہی وہ ماہِ تمام آیا

سکون و امن اور عدل و مساوات و اخوت کا
تمہارے دم سے ہی دنیا میں اخلاقی نظام آیا

امین و صادق و ہادی بشیر و رحمت عالم
لقب لے کر نہ تم سا کوئی بھی عالی مقام آیا

مسلمانو! پڑھو تم بھی درود اس پاک ہستی پر
کہ جس کے واسطے باری تعالیٰ کا سلام آیا

یہی ہے بس تمنا میری اے احمدؔ کہ محشر میں
رسول اللہ ﷺ فرما دیں کہ وہ میرا غلام آیا

حضرت مولانا حکیم محمد احمدؔ... فیض آباد

REGD. NO. SS-160

جنت میں گھر بنائیے!

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے زیرِ اہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ

سیکٹر ۱۷۔ اے۔ بی، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی، کا تعمیراتی کام تیزی سے جاری ہے

آئیے۔۔۔اس صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجئے

رابطہ: 0300-9899402، 0321-2277304